اقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ
نماز کی پابندی کرو
اور زکوٰۃ دیا کرو
کتاب الزکوٰۃ
مؤلفہ
جناب مولانا الحافظ عبداللہ صاحب غازیپوری
بہ جانب
جامعہ اصلاحی
پتھر کی مسجد پٹنہ
اصلاح المسلمین پٹنہ

اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ

نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو

الحمد للہ کہ کتاب نافع بہ تحقیقات نادرہ موسومہ بہ

کتاب الزکوٰۃ

مؤلفہ جامع معقول و منقول عالم بے بدل عامل بے مثل جناب مولانا
حافظ عبد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ غازی پوری۔

ممدوح نے اس کتاب میں مسائل فریضۂ زکوٰۃ کو نہایت مدلل و منقح طور پر
لکھا ہے جس سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح سامنے آجاتی ہے کہ صاحب نصاب
پر ہر سال زکوٰۃ کی پوری رقم نکالنی اور اسکو سردار کے حوالہ کرنا ضروری اور فرض ہے

حسب فرمائش

جناب مولانا عبد الغفار صاحب حسن آروی مدرس اول مدرسہ اصلاح المسلمین پتھر کی مسجد۔ پٹنہ

مطبوعہ

مطبع مدرسہ اصلاح المسلمین پتھر کی مسجد پٹنہ

تعداد ۱۰۰۰ قیمت عمر

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

از عالیجناب حکیم مولانا عبدالجبار صاحب امیر جماعت اہلحدیث صوبہ بہار

اسلام کے پانچوں ارکان ایسے ہیں کہ ان میں سے کل کے کل یا ایک بھی نہ ہو تو پھر اسلام قائم نہیں رہ سکتا اسکے علاوہ ان پانچوں ارکان کی ایک تو ظاہری صورت ہے اور دوسرے معنوی حقیقت یعنی اسکی روح۔ بہتیرے لوگ تو ایسے ہیں جو انکی ظاہری صورت کو بھی قائم نہیں رکھتے مگر کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہیں جو انکی ظاہری صورت کو قائم رکھے ہوئے ہیں لیکن اس کی حقیقت اور روح کو قائم رکھنے والوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ اسوقت جس رسالہ کا تعارف کرانا ہمیں مقصود ہے اسکے مصنف رحمہ کا تعارف تحصیل حاصل ہے کیونکہ جامع معقول و منقول عالم باعمل معلم بے بدل استاذ الاساتذہ عالیجناب مولانا حافظ عبداللہ صاحب رحمہ غازیپوری کے تبحر علمی و صلاحیت تامہ و دقیقہ سنجی و نکتہ رسی سے علمی دنیا اچھی طرح واقف ہے اور عوام الناس میں بھی مرحوم کو بڑی شہرت حاصل ہے انکی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ عرصہ دراز ہوا کہ ممدوح مرحوم نے احکام زکوٰۃ کے متعلق ایک رسالہ تصنیف کیا تھا اس رسالہ کو اس نظر سے دیکھنا چاہئیے کہ مرحوم موصوف نے صرف زکوٰۃ کے مسائل ہی نہیں بیان کئے ہیں بلکہ بہت قابلیت کے ساتھ زکوٰۃ کی روح کو بھی قارئین کرام کے سامنے پیش کرنے کی سعی بلیغ کی ہے اگر مسلمان زکوٰۃ کی صحیح روح کو مدنظر رکھکر اس پر عمل درآمد کریں تو بلاشبہہ اسوقت مسلمانوں کے بہت سے دنیاوی کام بھی بنجائیں اور آخرت کا ثواب بھی پورا ملے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قارئین کرام کو اسکی اصلی روح کے ساتھ عمل درآمد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین فقط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

از عالیجناب مولانا عبد الغفار صاحب آروی صدر مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ

جامع معقول و منقول، عالم باعمل، معلّم بے بدل، استاذ الاساتذہ عالیجناب حافظ عبد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ غازیپوری کے تبحر علمی و صلاحیت تامہ، دقیقہ سنجی اور نکتہ رسی سے علمی دنیا اچھی طرح واقفیت رکھتی ہے اور عوام النّاس میں بھی بڑی شہرت کے حامل ہیں، انکی شخصیت محتاج بیان نہیں، انکا تعارف کرانا آفتاب کو چراغ دکھلانے کے ہم معنی ہے۔ عرصہ دراز ہوا کہ ممدوح نے احکام زکوٰۃ کے متعلق یہ رسالہ مرتب کیا تھا جو کہ اپنے باب میں بے مثل اور قابل دید ہے۔ اپنی جامعیت و بالغیت کے اعتبار سے کمال کا درجہ حاصل کئے ہوئے ہے سوال و جواب کی صورت میں مرقوم ہے۔ بحمد اللہ ہر جواب قرآن و حدیث کے دلائل سے اس طرح مدلّل و مزین ہے کہ اس میں انگلی رکھنے کی گنجائش نہیں۔ اور ہر پہلو کو مدنظر رکھکر ایسا جواب لکھا ہے کہ سوال و اعتراض کا راستہ بند ہو گیا۔ میرے بعض مخلص نے اصرار کیا کہ اس رسالہ کو طبع کرا دیا جائے تاکہ اہل ملت اسلام زکوٰۃ کے احکام اور اسکے ادا کرنے کی صورت سے واقف ہو جائیں اور صحیح طور پر عمل درآمد کر کے دنیا اور آخرت کے فوائد سے مالا مال ہوں۔ خصوصاً اس دور میں کہ دین کے مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور ہر طرف سے مخالف ہوا اسکے نشان و آثار کو ملیامیٹ کرنے پر تلی ہوئی ہے ------------------------

اس وقت ادائیگی زکوٰۃ کی ایسی صورت رواج پکڑ چکی ہے کہ اس سے
فریضہ زکوٰۃ کی اصل غایت ہی فوت ہوجاتی ہے اور اسکا اہم مقصد جو کہ
اہل اسلام کی مالی مضبوطی، قومی اور اجتماعی تقویت ہے جاتا رہتا ہے
اور ہر سال مال کثیر متفرق اور منتشر طور پر صرف ہوکر قومی اور اجتماعی لحاظ
سے بے کار و غیر مفید ثابت ہوتا ہے۔ اگر اسکو شرعی اور اصولی طور پر جوکہ
اجتماعی صورت ہے صرف کیا جاتا تو اسکے فوائد بیش از بیش ہوتے اور
بلاشبہ عند اللہ مقبول ہوتی۔

جب میرے مخلص احباب نے ان اغراض کے ماتحت اس رسالہ کی
طباعت کی طرف متوجہ کیا تو میں نے بھی انکے اس آواز پر لبیک کہا۔
اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو ناظرین کے لئے مفید ثابت کرے اور اسکے مطابق
عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور محترم مولف اور اسکے ناصرین و معاونین
کو اجر و ثواب مرحمت فرمائے۔ آمین

عبدالغفار
مدرس مدرسہ اصلاح المسلمین۔ پٹنہ

زکوٰۃ کے متعلق احادیث کا نچوڑ

(۱) ادائے زکوٰۃ سے مال میں زیادتی ہوتی ہے۔
(۲) زکوٰۃ دینے والے کو خوف اور غم لاحق نہ ہوگا۔
(۳) زکوٰۃ وجہ مغفرت اور فضل رب ہے۔
(۴) زکوٰۃ دافع بلیات ہے۔
(۵) زکوٰۃ سے اللہ کا غضب دور ہوتا ہے۔
(۶) صدقہ و زکوٰۃ کا یوم حشر میں سایہ ہوگا۔
(۷) زکوٰۃ دینے والا بمنزلہ بجا ہے۔
(۸) ادائیگی زکوٰۃ کمال اسلام کی دلیل ہے۔
(۹) زکوٰۃ سے ستر بلائیں ٹلتی ہیں۔
(۱۰) زکوٰۃ آتش جہنم سے نجات ہے
(۱۱) ادائے زکوٰۃ سے عمر زیادہ ہوتی ہے۔
(۱۲) زکوٰۃ میں جماعتی فلاح کا یہ حل ہے کہ کوئی ننگا بھوکا نہیں رہے گا۔
(۱۳) زکوٰۃ نہیں دینے والوں کی نہ نماز مقبول ہوگی اور نہ ایمان۔
(۱۴) زکوٰۃ نہ دینے سے ارضی اور سماوی بلائیں نازل ہوتی ہیں۔
(۱۵) زکوٰۃ کا نفع چند گونہ ملتا ہے۔
(۱۶) مانعین زکوٰۃ کیلئے تعزیری حکم قتال ہے۔
(۱۷) شرعاً زکوٰۃ وصول کرنے کا حق امام اور والی کو ہے۔

کتاب الزکوٰۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ و افضل رسلہ خاتم النبیین محمد والہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ اجمعین۔ اما بعد یہ ایک رسالہ ہے جس میں زکوٰۃ کے ضروری ضروری مسائل کا بیان ہے (زکوٰۃ میں عشر و صدقہ فطر یعنی فطرہ بھی داخل ہے) لہذا اس رسالہ کا نام کتاب الزکوٰۃ رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسکو قبول فرمائے اور لوگوں کو اس سے نفع بخشے اور ہمارے لئے اسکو حسن عاقبت کا ذریعہ کرے آمین ثم آمین۔

سوال۔ زکوٰۃ کے فرض ہونے کی کیا دلیل ہے۔

جواب۔ زکوٰۃ کے فرض ہونے کی ایک دو دلیلیں نہیں بہت سی دلیلیں ہیں ان میں سے یہاں صرف چند دلیلیں بیان کر دی جاتی ہیں توفیق والوں کیلئے اسقدر بھی بہت ہیں۔

نمبر ۱ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ (پارہ اول سورہ البقرہ رکوع ۵ وغیرہ) ترجمہ نماز باقاعدہ پڑھا کرو اور زکوٰۃ

[illegible] الزکوٰۃ النماء یقال زکا الزرع اذا نما۔ یعنی [illegible] باعتبار ہیں۔

دیا گیا۔ اٰتوا الزکوٰۃ مثل اقیموا الصلوٰۃ کے امر مطلق ہے۔ اور امر مطلق وجوب (فرضیت کیلئے ہے (علیٰ ما تقرر فی الاصول) پس ثابت ہوا کہ زکوٰۃ بھی مثل نماز کے فرض ہے۔

قرآن مجید میں تیس[1] جگہ سے زیادہ نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ایک ساتھ ہوا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور زکوٰۃ دونوں نہایت ہی تاکیدی فرض ہیں۔

نمبر ۲ صحیحین[2] و سنن اربعہ و مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی جانب بھیجا تو ان سے یہ فرمایا۔ انک تاتی قوما من اھل الکتاب فادعھم الی شھادۃ ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ فان ھم اطاعوک لذلک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم خمس صلوات فی کل یوم و لیلۃ فانھم اطاعوک فاعلمھم ان اللہ افترض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیاءھم فترد علی فقراءھم فانھم اطاعوا لذلک فایاک وکرائم اموالھم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا و بین اللہ حجاب (منتقی صفحہ ۱۲۳۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۵)

ترجمہ تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جاتے ہو تو انکو پہلے یہ ہدایت کرنا کہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ اس بات کو مان لیں تو ان سے کہنا کہ اللہ نے

---

[1] بعض علماء نے لکھا ہے کہ قرآن مجید میں ۳۲ جگہ نماز اور زکوٰۃ کا ذکر ایک ساتھ ہوا ہے۔
[2] صحیح بخاری و صحیح مسلم[3] سنن ابی داؤد و سنن ترمذی و سنن نسائی و سنن ابن ماجہ۔

اُن پر ہر رات اور دن میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو اُن سے کہنا کہ اللہ نے اُن پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو اُن کے مالداروں سے لی جائے اور انکے محتاجوں کو دیجائے۔ اگر وہ یہ بھی مان لیں تو دیکھنا خبردار زکوٰۃ میں اُن کا اچھا اچھا اور نفیس نفیس مال چُن کر نہ لینا۔ اور مظلوم کی آہ سے بچتے رہنا مظلوم کی آہ اور اللہ تعالیٰ کی بیچ میں کوئی اوٹ نہیں ہے (یعنی مظلوم کی آہ اور فریاد اللہ تعالیٰ کی حضور میں بلا روک ٹوک پہونچتی ہے)

نمبر ۳۔ صحیحین میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مرد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ مجھکو ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ جب میں اُس پر عمل کروں تو جنت میں چلا جاؤں۔ آپ نے فرمایا تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان الحدیث۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان فصل اول ص۲) **ترجمہ** تو اللہ کی عبادت کر اور کسی کو اُسکا شریک نہ ٹھہرا اور نماز فرض باقاعدہ پڑھا کر اور زکوٰۃ فرض دیا کر اور رمضان کا روزہ رکھا کر۔ آخر حدیث تک۔

نمبر ۴ اسلام کے پانچ رکن ہیں جن پر اسلام کا دارمدار ہے اُنھیں پانچ رکنوں میں سے زکوٰۃ بھی ایک رکن ہے اور جس چیز پر اسلام کا دارمدار ہو پھر اُس کے فرض ہونے میں کیا شبہہ ہوسکتا ہے۔ صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا
عبدہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم
رمضان (مشکوٰۃ شریف۔ کتاب الایمان فصل اول صفحہ ۲) ترجمہ اسلام
کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) اس بات کی گواہی دینی کہ اللہ کے سوا کوئی
عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی گواہی دینی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں (۲) باقاعدہ نماز پڑھنی (۳) زکوٰۃ دینی
(۴) حج کرنا (۵) رمضان کا روزہ رکھنا۔

تفصیل

اس سوال کے جواب میں یہ چند دلیلیں صرف سائل کی خاطر سے لکھی گئی ہیں
ورنہ اسلام میں زکوٰۃ کی فرضیت ایک ایسی قطعی اور یقینی بات ہے جو اصلا
کسی دلیل کی محتاج نہیں یہانتک کہ اگر کوئی شخص اسکی فرضیت کا منکر
ہو جائے تو وہ شخص اسلام ہی سے خارج ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے بڑھکر
زکوٰۃ کے فرضیت کی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ فتح الباری چھاپہ دہلی جلد ۳ صفحہ میں فرماتے ہیں
الزکوٰۃ امر مقطوع بہ فی الشرع یستغنی عن تکلف الاحتجاج لہ
وانما وقع الاختلاف فی بعض فروعہ واما اصل فرضیۃ الزکوٰۃ
فمن جحدھا کفر ترجمہ۔ زکوٰۃ شرع شریف میں ایک ایسا ہی قطعی فرض
ہے جسکے لئے استدلال کی تکلیف اٹھانی اصلا ضرورت نہیں ہے۔ ہاں صرف

اسکی بعض فروعات میں البتہ اختلاف پڑ گیا ہے۔ لیکن اسکی اصل فرضیت وہ توایسی قطعی چیز ہے کہ جو شخص اسکا منکر ہو جائے۔ وہ کافر ہو جاتا ہے

سوال ۔ کیا زکوٰۃ ہر شخص پر فرض ہے؟

جواب ۔ نہیں بلکہ صرف مالدار پر فرض ہے (جواب نمبر اکی نمبر ۲ دلیل ملاحظہ ہو)

سوال کیا زکوٰۃ ہر مالدار پر فرض ہے

جواب نہیں بلکہ صرف اُسی مالدار پر فرض ہے جو صاحب نصاب بھی ہو اور جو صاحب نصاب نہ ہو اُس پر فرض نہیں ہے ہاں اپنی خوشی سے جسقدر چاہے دے۔ اس جواب کی دلیل جواب نمبر ۱۲ میں آئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سوال ۔ نصاب کیا ہے؟

جواب ۔ نصاب ایک خاص مقدار کا نام ہے کہ جب مال اُس مقدار کو پہونچ جائے تو زکوٰۃ اُس میں فرض ہو ورنہ فرض نہ ہو۔ النصاب مما یجب فیہ الصدقۃ (موطا مالک ۱۱۱) ہر مال کی نصاب کا مفصل بیان جواب ۱۱ میں آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال جو شخص مالدار صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دے تو آخرت میں اُسکی کیا سزا ہوگی؟

جواب ۔ ایسا شخص جس سزا کا مستحق ہے اُسکا کچھ حال آیات اور احادیث مذکورہ ذیل میں ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم ۝

لہ چونکہ جواب یہ سوال کی دلیل ۲ میں فقرہ ہے تو خذ من اغنیاءھم یعنی زکوٰۃ مالداروں سے لی

یحمی علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہہم وجنوبہم وظہورہم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون (پارہ ۱۰ سورہ براءت رکوع ۵) ترجمہ۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور اسکو اللہ کی راہ میں نہیں دیتے انکو ایک سخت دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے جس دن وہ (سونا چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے اُن کے ماتھے اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائینگی (اور اُن سے کہا جائیگا) یہ وہی سونا چاندی ہے جسکو تم نے اپنے لئے جمع کرکے رکھا تھا۔ اب تم اس کا مزہ چکھو جو جمع کرکے رکھتے تھے۔ بخاری شریف ص۱۵۵ میں ابوذر رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا۔

ما من رجل تکون لہ ابل او بقر او غنم لا یؤدی حقہا الا اتی بہا یوم القیامۃ اعظم ما یکون واسمنہ تطؤہ باخفافہا وتنطحہ بقرونہا کلما جازت علیہ اخراہا ردت علیہ اولاہا حتی یقضی بین الناس ترجمہ اللہ تعالیٰ نے جسکو اونٹ گائے بکریاں دی ہیں اور وہ انکا حق ادا نہیں کرتا قیامت کے دن وہ سب خوب موٹی تازی ہوکر اور قطار باندھکر آئینگی اور اسکو ایک طرف سے اپنے اپنے پاؤں سے روندنا اور سینگوں سے مارنا شروع کرینگی۔ اور جب انکی قطار ختم ہوجائیگی تو پھر سے اوسی طرح اسکو روندنا اور مارنا شروع کرینگی۔ اور جب تک تمام لوگونکا فیصلہ نہ ہوچکے گا تب تک برابر یوں ہی اسکی سزا ہوتی رہے گی۔ (متفق علیہ۔ مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ فصل اول)

اور مسلم شریف ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا۔ ما من صاحب ذھب ولا فضۃ لا یؤدی منھا حقھا
الا اذا کان یوم القیامۃ صفحت لہ صفائح من نار فاحمی علیھا
فی نار جھنم فیکوی بھا جنبہ وجبینہ وظھرہ کلما ردت اعیدت
لہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی یقضی بین العباد
فیری سبیلہ اما الی الجنۃ واما الی النار قیل یا رسول اللہ
فالابل قال ولا صاحب ابل لا یؤدی منھا حقھا ومن حقھا حلبھا
یوم وردھا الا اذا کان یوم القیامۃ بطح لھا بقاع قرقر اوفر ما
کانت لا یفقد منھا فصیلا واحدا تطؤہ باخفافھا وتعضہ بافواھھا
کلما مر علیہ اولاھا رد علیہ اخراھا فی یوم کان مقدارہ خمسین
الف سنۃ حتی یقضی بین العباد فیری سبیلہ اما الی الجنۃ و
اما الی النار قیل یا رسول اللہ فالبقر والغنم قال ولا صاحب
بقر ولا غنم لا یؤدی منھا حقھا الا اذا کان یوم القیامۃ بطح لھا
بقاع قرقر لا یفقد منھا شیئا لیس فیھا عقصاء ولا جلحاء ولا
عضباء تنطحہ بقرونھا وتطؤہ باظلافھا کلما مر علیہ اولاھا
رد علیہ اخراھا فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ حتی
یقضی بین العباد فیری سبیلہ اما الی الجنۃ واما الی النار الحدیث
(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۴) ترجمہ۔ اللہ نے جس کو سونا چاندی دیا ہے
اور وہ اس سونے چاندی کا حق ادا نہیں کرتا۔ قیامت کے دن جو پچاس ہزار

برس کا ہوگا اسکے لئے اُس سونے چاندی کی تختیاں آگ سے بنائی جائینگی پھر وہ دوزخ کی آگ میں تپائی جائینگی پھر اُنسے اُس کی کروٹ اور ماتھا اور پیٹھ داغی جائینگی اور جب تک تمام بندوںکا فیصلہ نہ ہوچکے گا تب تک برابر یوں ہی اسکی سزا ہوتی رہے گی۔ پھر بہشت یا دوزخ جہاں اسکا جانا قرار پائے گا اُدھر اپنا راستہ دیکھے گا۔ عرض کیا گیا کہ حضور اونٹوں کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ فرمایا اللہ نے جسکو اونٹ دیئے ہیں اور وہ اُن اونٹونکا حق ادا نہیں کرتا اور اسکے حق میں سے ہے اُسکا دوہنا بھی اسکے موقع پر آنے جانے والے کیلئے۔ قیامت کے دن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا وہ شخص ایک ہموار وسیع میدان میں منھ کے بل ڈال دیا جائے گا پھر وہ سارے اونٹ جن میں ایک بچہ بھی باقی نہ رہ جائے گا خوب ہی موٹے تازے ہوکر اور قطار باندھکر آوینگے اور سب کے سب اسکو ایک طرف سے اپنے پاؤں سے روندنا اور موہنوں سے کاٹنا شروع کرینگے۔ اور جب انکی قطار ختم ہوجائیگی تو پھر سے اوسی طرح اسکو روندنا اور کاٹنا شروع کرینگے۔ جب تک تمام بندونکا فیصلہ نہ ہوچکے گا تب تک برابر یوں ہی اسکی سزا ہوتی رہے گی۔ پھر بہشت خواہ دوزخ جہاں اُسکا جانا ٹھہریگا اُدھر اپنا راستہ دیکھے گا۔ عرض کیا گیا کہ گایوں اور بکریوںکی نسبت بھی ارشاد ہو۔ فرمایا اللہ نے جسکو گائیں اور بکریاں دی ہیں اور وہ اُنکا حق ادا نہیں کرتا۔ قیامت کے دن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا وہ شخص ایک ہموار وسیع میدان میں مُنھ کے بل

ڈال دیا جائے گا پھر وہ ساری گائیں اور بکریاں جن میں سے ایک بچہ بھی باقی نہ رہ جائیگا اور ان میں سے نہ کوئی مڑی ہوئی سینگ والی ہوگی نہ بے سینگ والی نہ ٹوٹی ہوئی سینگ والی یہ سب خوب ہی موٹی تازی ہوکر اور قطار باندھ کر آوینگی اور سب کے سب اسکو ایک طرف سے اپنے سینگوں سے مارنا اور اپنے اپنے پاؤں سے روندنا شروع کرینگی اور جب انکی قطار ختم ہو جائیگی تو پھر سے اسی طرح اسکو مارنا اور روندنا شروع کرینگی۔ جب تک تمام بندوں کا فیصلہ نہ ہو چکے گا۔ تب تک برابر یوں ہی اسکی سزا ہوتی رہے گی۔ پھر بہشت خواہ دوزخ جہاں اسکا جانا ٹھہرے گا ادھر اپنا راستہ دیکھے گا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ وللہ میراث السموات والارض واللہ بما تعملون خبیر (سورۂ آل عمران رکوع ۱۸) ترجمہ اللہ نے جن کو اپنی فضل سے مال دیا ہے اور وہ اسکا حق ادا کرنے میں بخیلی کرتے ہیں وہ اس بخیلی کو اپنے حق میں ہرگز اچھا نہ سمجھیں بلکہ یہ ان کے حق میں سراسر برا ہے۔ جس مال کا حق ادا کرنے میں بخیلی کی تھی وہ مال قیامت کے دن اژدہا کی شکل بناکر) ان کے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائیگا۔ اور سارے آسمان و زمین کا وارث اللہ ہی ہے (یعنی آخر تم مرجاؤ گے اور سارا کچھ اوسی کا ہو رہے گا) اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب ہی خبردار ہے۔

بخاری شریف میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ من اتاہ اللہ مالاً فلم یؤد زکوتہ مثل لہ مالہ یوم القیامۃ شجاعاً اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثم یاخذ بلھزمتیہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلا ولا یحسبن الذین یبخلون الآیۃ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۳) ترجمہ اللہ نے جسکو مال دیا ہے اور وہ اسکی زکوٰۃ نہیں دیتا اسکا وہ مال قیامت کے دن نہایت پرانے زہریلے سانپ کی شکل بنکر اسکے گلے میں طوق کی طرح ڈال دیا جائیگا پھر وہ سانپ اسکی دونوں باچھیں پکڑ کر اسکو ڈسا کریگا۔ اور یہ کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا کنز ہوں اسکے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔ (۲) ترک زکوٰۃ موصل الی النفاق و رقابت قلب۔ ابن کثیر ص۱۴۳ جلد ۵۔

سوال جو لوگ مالدار صاحب نصاب ہوکر زکوٰۃ نہ دیں اس سے دنیا میں بھی کچھ نقصان پہونچتا ہے؟

جواب زکوٰۃ نہ دینے سے جو جو نقصانات دنیا میں پہونچا کرتے ہیں اور اس سے جو جو برے نتیجے دنیا میں رائج ہوا کرتے ہیں بہت ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ اسکی شامت سے آسمان سے مینہ روک لیا جاتا ہے اور ملک میں قحط ڈال دیا جاتا ہے۔ عن بریدہ رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منع قوم الزکوٰۃ الا ابتلاھم اللہ بالسنین رواہ الطبرانی فی الاوسط و رواتہ ثقات والحاکم والبیہقی فی حدیث الا انھما قالا ولا منع قوم الزکوٰۃ الا حبس اللہ عنہم القطر و

سلہ یعنی وہ مال جسکی تونے زکوٰۃ نہیں دی تھی

قال الحاكم صحيح على شرط مسلم ورواه ابن ماجه والبزار والبيهقي من حديث ابن عمر ولفظ البيهقي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فذكر الحديث وفيه لم يمنعوا زكوٰة اموالهم الا منعوا القطر من السماء الحديث وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكر الحديث وفيه لا منعوا الزكوٰة الاحبس عنهم القطر رواه الطبراني في الكبير وسنده قريب عن الحسن وله شواهد (كتاب الترغيب والترهيب للحافظ المنذري رح صـ۱۶۱) ترجمہ طبرانی رح نے معجم اوسط میں بریدہ رض سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ما منع قوم الزكوٰة الا ابتلاهم الله بالسنين یعنی نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ دینا مگر اللہ نے انکو قحط سالیوں[1] میں مبتلا کیا اور حاکم وبیہقی کی روایت میں یوں ہے وما منع قوم الزكوٰة الاحبس الله عنهم القطر یعنی نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ دینا مگر اللہ نے اُن سے مینہ روک لیا اس حدیث کو ابن ماجہ اور بزار اور بیہقی نے ابن عمر رض سے بھی روایت کیا ہے بیہقی کا لفظ یہ ہے۔ ولم يمنعوا زكوٰة اموالهم الا منعوا القطر من السماء یعنی نہیں بند کیا کسی قوم نے اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا مگر اُن سے آسمان سے مینہ روکا گیا۔ اور طبرانی نے معجم کبیر میں ابن عباس رض سے

---

[1] یعنی زکوٰۃ نہ دینے کا ایک نتیجہ قحط سالی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پناہ میں رکھے جو اس زمانہ میں موجود ہے۔

سے روایت کی ہے ولا منعوا الزکوٰۃ الا حبس عنہم القطر
یعنی نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ دینا مگر اُن سے مینہ روکا گیا۔ع آب نا اید
ز پئے منع زکوٰۃ **دوسرا** یہ نتیجہ ہے کہ اس کی شامت سے مال تلف ہو جاتا
ہے۔ عبادہ بن صامت رضہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ما تلف مال فی بر ولا بحر الا بمنع الزکوٰۃ فحصنوا
اموالکم بالزکوٰۃ (حب۔ منتخب کنز العمال صفحہ ۴۹۰ جلد ۲) **ترجمہ**
نہیں تلف ہوا کوئی مال خشکی میں نہ تری میں مگر زکوٰۃ نہ دینے سے پس تم زکوٰۃ
دینے سے اپنے مالوں کی حفاظت کیا کرو۔ اس مضمون کی حدیث عبداللہ
ابن عمر رضہ سے بھی مروی ہے (طس منتخب کنز العمال صفحہ ۴۹۱ ج ۲) **تیسرا**
یہ نتیجہ ہے کہ اس کے شامت سے نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ عبداللہ بن
مسعودؓ فرماتے ہیں من لم یزک فلا صلوٰۃ لہ رواہ الطبرانی فی
الکبیر موقوفا ولکن باسانید احدہا صحیح والاصبہانی۔
(کتاب الترغیب الترہیب صفحہ ۱۵۹) **ترجمہ** جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا اُسکی
نماز بھی نہیں ہوتی۔ اور انس بن مالک رضہ روایت کرتے ہیں کہ لا یقبل
اللہ تعالیٰ صلوٰۃ رجل لا یؤدی الزکوٰۃ (منتخب کنز العمال صفحہ ۴۸۹
جلد ۲) **ترجمہ** جو شخص زکوٰۃ نہیں دیتا اللہ تعالیٰ اسکی نماز بھی قبول
نہیں فرماتا۔

سوال جو لوگ مالدار صاحب نصاب ہو کر زکوٰۃ نہ دیں انکے ساتھ مسلمان
دوسروں کو کیا کرنا چاہیئے۔

جواب مسلمان بادشاہ ان کے ساتھ جہاد و قتال کرے یہاں تک کہ وہ لوگ اس ناشائستہ حرکت سے باز آ دیں۔ اور زکوٰۃ دینا جاری کر دیں۔

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم (پارہ ۱۰ سورہ براءۃ رکوع ۱) **ترجمہ** مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کرو اور ان کو گرفتار کرو اور محاصرہ انکا کرو اور ہر گھات کی جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر وہ لوگ توبہ کریں اور باقاعدہ نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں تو ان کا رستہ چھوڑ دو **ف** ان کا رستہ چھوڑ دو یعنی اب ان کو کسی طرح کا تعرض نہ کرو نہ ان کو قتل کرو نہ ان کو گرفتار نہ انکا محاصرہ کرو اور نہ ان کی تاک میں بیٹھو اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ شرک سے توبہ کریں لیکن نماز نہ پڑھیں یا زکوٰۃ نہ دیں تو انکا رستہ نہ چھوڑو یعنی ان سے مذکورہ بالا تعرض کرو۔ ذیل کی حدیث سے یہ مطلب زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔ صحیحین میں ابن عمر رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ فاذا فعلوا ذلک عصموا منی دماءھم واموالھم الا بحق الاسلام[1] وحسابھم علی اللہ (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان فصل اول صفحہ ۱۲) **ترجمہ** مجھ کو حکم کیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کرتا رہوں یہاں تک کہ اس بات کی

[1] لیکن مسلم کی روایت میں الا بحق الاسلام کا لفظ نہیں ہے ۱۲ منہ

گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور باقاعدہ نماز پڑھا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں تو جب یہ سب مذکورہ باتیں کرینگے تو اپنی جان ومال کو مجھ سے بچا لینگے بجز اسلامی حق کے اور ان کا محاسبہ اللہ پر ہے۔

اور بھی صحیحین میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا اور ابوبکر صدیق رضہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض قبیلوں نے ابوبکر رضہ کے پاس زکوٰۃ کا پہونچانا بند کردیا اس پر ابوبکر رضہ ان سے قتال کرنے پر آمادہ ہوگئے تو حضرت عمر رضہ نے ان سے عرض کی کہ آپ اُن لوگوں سے کیونکر قتال کرسکتے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا ہے۔ امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فمن قال لا الہ الا اللہ عصم منی مالہ ونفسہ الا بحقہ وحسابہ علی اللہ (مشکوٰۃ شریف کتاب الزکوٰۃ فصل ثالث صـ ۱۴۹) یعنی مجھکو تب ہی تک قتال کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ جب تک لوگ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں پھر جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اس نے اپنی جان ومال کی مجھ سے حفاظت کرلی۔ بجز اسلامی حق کے اور اس شخص کا محاسبہ اللہ پر ہے تو ابوبکر رضہ نے فرمایا واللہ جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا میں اُس سے ضرور قتال کرونگا اسلئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ بخدا اگر یہ لوگ ایک بکری کا بچہ بھی جو رسول اللہ صلعم کے پاس پہونچایا کرتے تھے مجھ سے روک لینگے تو بھی میں ان سے اسکے روک لینے پر ضرور قتال کرونگا۔ حضرت عمر رضہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضہ

جو زکوٰۃ نہ دینے والوں سے قتال کرنے پر آمادہ ہو گئے سمجھ لیا یعنی خوب سمجھ لیا کہ اللہ نے ابوبکر رضی کا دل اس قتال کے لئے کھول دیا ہے تو ہم پر بھی خوب ہو گیا کہ زکوٰۃ نہ دینے والوں سے اگرچہ اس میں خونریزی ہو گی قتال کرنا حق ہے۔

سوال صدقات خیرات میں کیا کیا خیر و برکت ہے اور بخل و کنجوسی میں کیا کیا برائی اور بے برکتی ہے۔

جواب صدقات اور خیرات میں جس قدر خیر و برکت ہے اور بخل و کنجوسی میں جس قدر برائی و بے برکتی ہے اس کا پتہ حال آیات و احادیث ذکر کردہ ذیل سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم (پارہ ۳ - البقرہ - رکوع ۶)

ترجمہ - جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کے اس خرچ کی مثال اس دانے کی سی ہے جو زمین میں بو دیا گیا۔ جس سے اگتی ہیں سات بالیں پیدا ہو گئیں جن میں سے ہر ہر بال میں سو سو دانے ہیں اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے اس سے بھی اور بہت کچھ بڑھا دیتا ہے اور اللہ بڑی سمائی والا خوب دانا ہے۔ **ف** اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نیک عمل یعنی اللہ کے راہ میں خرچ کرنے کی مثال کھیتی سے دی ہے۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ فرما دیا ہے کہ ہم نے اس نیک عمل کو ویسا ہی نشو و نما بخشی ہے جس طرح اچھی زمین میں کھیتی کو جیسا کہ فرمایا یمحق اللہ الربٰو

ویربی الصدقات یعنی اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے
(پارہ ۳ سورۂ بقرہ رکوع ۳۸) اور اس میں کچھ سات ہی سو تک بڑھنے کی
حد نہیں ہے بلکہ جیسا اخلاص اور نیت اور حسب حال دینے والے کا ویسی اس میں
بڑھنتی ہوگی۔ اگرچہ یہ بڑھنتی لاکھ گنی کیوں نہ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے
ہاں کسی بات کی تو کچھ کمی ہی نہیں وہ تو بڑی ہی وسعت اور سمائی والا
ہے اور ہر شخص کے اخلاص اور نیت اور ساری باتوں کو تو خوب ہی جانتا
ہے۔ اسلئے یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کا ایک پیسہ دوسرے کے لاکھوں روپے
سے بڑھ جائے۔ صحیح حدیث[1] میں آیا ہے کہ اگر احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کے
راہ میں خرچ کرو تو وہ اس آدھے مد کے برابر بھی نہیں ہو سکتا جو رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے خرچ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے۔ الشیطٰن یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء[2] واللہ یعدکم
مغفرۃ منہ وفضلا واللہ واسع علیم (پارہ ۳۔ بقرہ رکوع ۳۷)
ترجمہ شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے اور بےحیائی پر ابھارتا ہے
اور اللہ تم کو اپنی طرف سے بخشش اور زیادہ دینے کا وعدہ فرماتا ہے اور
اللہ بڑی سمائی والا خوب داناہے۔ **ف** شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے

---

[1] دیکھو مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۲۵۔

[2] فحش کے معنی اعتدال سے بڑھ جانے کے ہیں یعنی شیطان ایک طرف تم کو محتاجی کا خوف دلاتا ہے اور دوسری طرف نام و نمود عیش و عشرت فسق و فجور میں تم سے خوب خرچ کراتا ہے یہاں تک کہ تم کو اکثر محتاج کرا دیتا ہے ۱۲۔

یعنی کہتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے اسکو روکے رہو اللہ کی مرضی میں خرچ
نہ کرو ایسا نہ ہو کہ کہیں مفلس و کنگلے ہو جاؤ۔ اور تم کو بے حیائی پر ابھارتا ہے۔
یعنی بخل پر ابھارتا ہے۔ اور اس بات پر کہ اس مال سے خوب سا عیش و مزا
اڑاؤ اور اپنی خواہشیں پوری کرو۔ مال تو دیا ہوا اللہ ہی کا ہے پھر اس مال کو
اللہ کی تاکید سن کر بھی اس کی مرضی میں خرچ نہ کرنا بلکہ اس کی مرضی کے خلاف
میں جہاں جی چاہے خرچ کرنا یہ کیسی بے حیائی اور شرمناک بات ہے اسکی
مقابلے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میری مرضی میں خرچ کرو گے تو میں
تمہارے گناہ بھی بخش دونگا۔ اور زیادہ بھی دونگا۔ کیونکہ اللہ کے ہاں کسی
بات کی کچھ کمی تو ہے ہی نہیں وہ تو بڑی ہی وسعت اور سمائی والا ہے۔
اور سب کے سارے احوال جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا بلونٰھم
کما بلونا اصحٰب الجنۃ اذ اقسموا لیصرمنھا مصبحین ۝ ولا
یستثنون ۝ فطاف علیھا طائف من ربک وھم نائمون ۝ فاصبحت
کالصریم ۝ فتنادوا مصبحین ۝ ان اغدوا علی حرثکم ان کنتم
صارمین ۝ فانطلقوا وھم یتخافتون ۝ ان لا یدخلنھا الیوم
علیکم مسکین ۝ وغدوا علی حرد قادرین ۝ فلما راوھا قالوا
انا لضالون ۝ بل نحن محرومون ۝ قال اوسطھم الم اقل لکم
لولا تسبحون ۝ قالوا سبحٰن ربنا انا کنا ظلمین ۝ فاقبل بعضھم
علی بعض یتلاومون ۝ قالوا یٰویلنا انا کنا طاغین ۝ عسٰی
ربنا ان یبدلنا خیرا منھا انا الی ربنا راغبون ۝ کذلک

العذاب ط ولعذاب الاٰخرة اكبر لو كانوا يعلمون ترجمہ یا ترجمہ
اسی طرح ہم نے ان کافروں کو بھی آزمایا ہے جس طرح ہم نے اس باغ والوں کو آزمایا
تھا جب ان باغ والوں نے قسم کھائی تھی کہ صبح ہوتے ہی ضرور ضرور اسکے پھل
توڑ لیں گے۔ اور انشاء اللہ بھی نہ کہا پھر تو یہ سوتے کے سوتے ہی رہے کہ تیرے
رب کی طرف سے اس باغ پر بلائے ناگہانی اس سرے سے اُس سرے تک پھر گئی پھر
وہ باغ صبح ہوتے ہوتے ایسا ہو گیا جیسے کوئی سارے پھل توڑ کر لے گیا ہو۔ یا
جیسے آگ سے جل بھن کر خاک سیاہ ہو گیا ہو۔ پھر اُن لوگوں نے صبح ہوتے
ایک دوسرے کو آواز دی کہ اگر تم کو پھل توڑنے ہیں تو سویرے ہی اپنے کھیت پر
جا پہونچو۔ پھر وہ سب کے سب روانہ ہو گئے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے
تھے کہ آج کوئی مسکین تم تک باغ کے اندر ہرگز گھسنے نہ پائے۔ اور بڑے زور پر
لپکے ہوئے سویرے جا پہونچے۔ پھر جب باغ کو دیکھا تو[1] کہنے لگے کہ ضرور ہم رستہ
بھول گئے۔ بلکہ ہماری قسمت[2] پھوٹ گئی۔ ان میں سے جو اچھا آدمی تھا لگا کہنے
کیا میں تم سے نہیں کہتا تھا کہ ہم تسبیح کیوں نہیں کرتے وہ بول اٹھے ہمارا رب
پاک ذات ہے۔ بیشک ہم ہی قصوروار ہیں۔ پھر ایک دوسرے کی طرف
منھ کر کے لگے آپس میں اُولہنا دینے سب بول اٹھے کہ ہائے ہماری کم بختی۔

[1] یہ اسلئے کہا کہ وہ باغ ایسا اُجڑا اور ویران پڑا تھا کہ اسکو پہچان نہ سکے ۱۲ منہ

[2] یعنی پہلے تو پہچان نہ سکے۔ پھر جب سوچے اور پہچانا تو سمجھے کہ ہم رستہ
نہیں بھولے بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی۔ کہ اس باغ سے محروم کر دیئے گئے۔
پھر اسی محرومی قسمت پر افسوس کرنے لگے ۱۲ منہ۔

بیشک ہم ہی حد سے بڑھ جانے والے تھے ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب اس باغ کے بدلے ہم کو اس سے اچھا باغ عنایت فرمائے بیشک ہم اپنے رب کی طرف رجوع لانے ہیں ایسا ہی طرح ناگہانی آفت نازل ہوا کرتی ہے اور بیشک آخرت کی آفت کہیں بڑھ کر ہے کاش کافر سمجھتے ہوتے **ف** مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ ایک باغ تھا عرب کے ملک میں باغ کا مالک باغ کی پیداوار سے حق اللہ دیا کرتا تھا۔ اسکی برکت سے سارا گھر آسودہ رہتا تھا۔ اس کے بعد باغ کا وارث اسکی اولاد ہوئی۔ اولاد تھی بخیل۔ وہ کہنے لگی ہمارا باپ تھا احمق کہ جو کچھ بچتا تھا سب صدقہ و خیرات کر دیا کرتا تھا۔ ہم اگر نہ دینگے تو ہمارے پاس بہت سا جمع ہو جائے گا۔ غرض اولاد نے مارے بخل کے حق اللہ بند کر دیا۔ باغ پر کوئی آسمانی آفت آئی اور اسکو تباہ کر گئی بجائے اسکے کہ ان کے پاس بہت سا جمع ہوتا گرہ کا مال بھی جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ کی ناشکری کرتا ہے اللہ کے دئے ہوئے مال میں بخل کرتا ہے یعنی حق اللہ بند کر دیتا ہے۔ اس پر ایسی ہی آفت آیا کرتی ہے۔ اور صحیحین میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مامن یوم یصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان فیقول احدھما اللھم اعط منفقا خلفا ویقول الاخر اللھم اعط ممسکا تلفا۔

(مشکوٰۃ باب الانفاق فصل اول) **ترجمہ** ہمیشہ ہر صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں۔ ایک کہتا ہے الٰہی خرچ کرنے والے کو اور دے اور دوسرا کہتا ہے الٰہی بخیل کو تباہ کر۔ اور بھی صحیحین میں اسماء رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا انفقی ولا تحصی فیحصی اللہ
علیک ولا توعی فیوعی اللہ علیک ارضخی ما استطعت (متفق علیہ) مشکوٰۃ
باب الانفاق فصل اول ترجمہ خرچ کیا کر اور بند نہ رکھ ورنہ اللہ بھی
تجھ سے بند رکھے گا۔ اور روک نہ رکھ ورنہ اللہ بھی تجھ سے روک رکھیگا۔ اور
جہاں تک تجھ سے ہو سکے کچھ دیئے جا۔ اور بھی صحیحین میں ابوہریرہؓ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے انفق یا ابن آدم انفق علیک ترجمہ۔ اے آدمی تو خرچ کیا کر
میں بھی تجھ کو دیا کرونگا۔ اور صحیح مسلم میں ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا ابن آدم ان تبذل
الفضل خیر لک وان تمسکہ شر لک ولا تلام علی کفاف
وابدأ بمن تعول ترجمہ۔ اے آدمی جو کچھ تیری حاجت سے زیادہ ہے
اسکو تیرا خرچ ہی کر ڈالنا تیرے لیئے اچھا ہے اور رکھ چھوڑنا تیرے
حق میں برا ہے اور ضرورت کے قدر رکھ چھوڑنے میں تجھ پر کچھ
ملامت نہیں ہے اور پہلے اسکو دے جس کا خرچ تیرے ذمہ ہے۔
اور بھی صحیح مسلم میں جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا۔ واتقوا الشح فان الشح اھلک من کان قبلکم
حملھم علی ان سفکوا دماءھم واستحلوا محارمھم ترجمہ
بخل اور کنجوسی سے بچو کہ اسی بخل اور کنجوسی نے اگلوں کو تباہ کیا تھا۔
اسی کے وجہ سے خونریزیاں بھی کیں۔ اور حرام کو حلال بھی کیا۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۵) اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ بینا رجل بفلاۃ من الارض فسمع صوتا فی سحابۃ اسق حدیقۃ فلان فتنحی ذلک السحاب فافرغ ماءہ فی حرۃ فاذا شرجۃ من تلک الشراج قد استوعبت ذلک الماء کلہ فاذا رجل قائم فی حدیقتہ یحول الماء بمسحاتہ فقال لہ یا عبد اللہ ما اسمک قال فلان الاسم الذی سمع فی سحابۃ فقال لہ یا عبد اللہ لم تسئلنی عن اسمی فقال سمعت صوتا فی السحاب الذی ھذا ماءہ یقول اسق حدیقۃ فلان لاسمک فما تصنع فیھا قال اما اذا قلت ھذا فانی انظر الی ما یخرج منھا فاتصدق بثلثۃ واکل انا وعیالی ثلثا وارد فیھا ثلثہ

ترجمہ ایک شخص ایک میدان میں چلا جارہا تھا کہ بدلی سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے کھیت کو سیراب کر ادھر بدلی مڑی اور ایک پتھریلی زمین پر خوب برسی یہاں تک کہ اپنا سارا پانی اس پر اوجھل دیا۔ پھر وہ کل پانی ایک نالی سے ہوکر اس کھیت کی طرف چلا۔ وہ شخص بھی اسی پانی کے ساتھ ساتھ روانہ ہوا۔ آگے جاکر دیکھا کیا ہے کہ ایک شخص کدال لئے اپنے کھیت میں کھڑا ہوا پانی ادھر ادھر کررہا ہے۔ اس سے نام پوچھا تو وہی نام بتایا جو بدلی سے سنا تھا۔ کھیت والے نے نام پوچھنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے وجہ بتاکر پوچھا کہ تم اپنی کھیتی میں کیا کیا کرتے ہو۔ اس نے کہا میں اس کے پیداوار کی ایک تہائی صدقہ کردیا کرتا ہوں۔ اور ایک تہائی میں میں اور میرے عیال

گزاشتہ ہیں۔ اور ایک آبائی کھیتی کی آبادی ہیں لگا تا ہوں (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۸ فصل ۲) اور بھی صحیحین میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا من تصدق بعدل تمرۃ من کسب طیب ولا یقبل اللہ الا الطیب فان اللہ یتقبلہا بیمینہ ثم یربیہا لصاحبہا کما یربی احدکم فلوۃ حتی تکون مثل الجبل (باب فضل الصدقہ فصل اول مشکوٰۃ) **ترجمہ** جو شخص پاک کمائی سے ایک کھجور برابر صدقہ کیا اپنے اور اللہ پاک ہی کمائی کو قبول بھی فرماتا ہے تو اللہ اس صدقہ کو اپنے داہنے ہاتھ سے قبول فرماتا ہے۔ پھر اس کو صدقہ کرنے والے کے لئے اس طرح پالتا ہے جیسے کوئی اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ کھجور برابر صدقہ مل کر پہاڑ برابر ہوجاتا ہے۔ اور صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مانقصت صدقۃ من مال مشکوٰۃ **ترجمہ** صدقہ مال کو کم نہیں کرتا۔ اور صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علی کل مسلم صدقۃ قالوا فان لم یجد قال فلیعمل بیدیہ فینفع نفسہ ویتصدق الحدیث (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۹) **ترجمہ** ہر مسلمان پر صدقہ واجب ہے لوگوں نے عرض کیا۔ اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو فرمایا کمائے اور اس سے اپنے آپ کو نفع پہونچائے اور صدقہ کرے آخر حدیث تک۔ اور صحیحین میں انس رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما من مسلم یغرس غرسا او یزرع زرعا فیاکل منہ انسان او طیر

او بہیمۃ الا کانت لہ صدقۃ (مشکوٰۃ) ترجمہ جب کوئی مسلمان پودا
درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے پھر اس میں سے کوئی آدمی یا کوئی چرند
یا پرند کچھ کھا لیتا ہے تو یہ سب اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔ اور صحیحین میں
ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
غفر لامرءۃ مومسۃ مرت بکلب علی راس رکی یلہث کاد
یقتلہ العطش فنزعت خفہا فاوثقتہ بخمارہا فنزعت لہ من
الماء فغفر لہا بذلک (مشکوٰۃ) ترجمہ ایک فاحشہ عورت نے ایک
کتے کو کنواں کے پیڑھ پر زبان نکالے پیاس سے مرتے دیکھ کر اپنا موزہ اتار کر
اور اپنی اوڑھنی باندھ کر کتے کے لئے پانی کھینچا۔ اس پر اللہ نے اسکو بخش دیا
اور سنن ترمذی میں انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ ان الصدقۃ لتطفی غضب الرب وتدفع میتۃ السوء
(مشکوٰۃ) ترجمہ بے شک اور بلاشبہ صدقہ پروردگار کے غصہ کو ٹھنڈا
کرتا ہے اور خاتمہ کی برائی کو دور کرتا ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۸) رواہ
ابن حبان فی صحیحہ وقال الترمذی حدیث حسن غریب الترغیب
والترہیب للحافظ المنذری) اور مسند امام احمد بن حنبل میں بعض
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ان ظل المومن یوم القیامۃ صدقتہ ترجمہ
قیامت میں مومن کا سایہ اس کا صدقہ ہی ہوگا (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۲)
اور سنن ترمذی اور صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں

...ث اشعری سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اللہ نے یحیٰی ع کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ آپ بھی اُن پر عمل کریں اور بنی اسرائیل سے بھی کہدیں کہ وہ بھی ان پر عمل کریں۔ یحیٰی ع نے بنی اسرائیل کو بیت المقدس میں جمع کرکے پانچوں باتیں ان کو سنادیں ان میں چوتھی بات یہ تھی کہ امرکم بالصدقۃ فان مثل ذلک کمثل رجل اسرہ العدو فاوثقوا یدہ الی عنقہ وقدموہ لیضربوا عنقہ فقال انا افدی نفسی منکم بالقلیل والکثیر ففدی نفسہ منھم ترجمہ اللہ نے تم کو صدقہ دینے کا حکم دیا ہے کیونکہ صدقہ دینے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کو دشمنوں نے گرفتار کرکے مشکیں کس لی ہوں پھر جب گردن مارنے کے لئے اسکو سامنے لائے تو ان سے کہنے لگا کہ میں تمھیں اپنی جان کا بدلہ دیتا ہوں مجھے چھوڑ دو۔ بس اسے تھوڑا بہت دیکر ان سے اپنی جان چھوڑالی (رواہ الترمذی وھذ اللفظ وقال ھذا حدیث حسن صحیح والنسائی ببعضہ وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحہما والحاکم وقال صحیح علی شرط البخاری ومسلم۔ الترغیب والترھیب ص۱۰۱)

اور سنن نسائی اور صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان اور مستدرک حاکم میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا سبق درھم مائۃ الف درھم فقال رجل وکیف ذالک یارسول اللہ قال رجل لہ مال کثیر اخذ من عرضہ مائۃ الف درھم تصدق بہا ورجل لیس لہ الا درھمان فاخذ احدھما فتصدق بہ۔

ترجمہ - ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا - ایک شخص نے عرض کیا یہ کس طرح یارسول اللہ فرمایا اس طرح کہ ایک شخص کے پاس بہت سا مال ہے اُس نے اس مال کے کنارہ سے ایک لاکھ درہم لے کر صدقہ کر دیا - اور ایک دوسرے شخص کے پاس کل دو ہی درہم ہیں - اس نے اس میں سے ایک درہم یعنی آدھا مال لے کر صدقہ کر دیا تو یہ ایک درہم اس ایک لاکھ درہم سے بڑھ گیا -

(رواہ النسائی وابن خزیمہ وابن حبان فی صحیحہما اللفظ لہ والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم - الترغیب والترھیب صلہ ۱۸۲)

سؤال ۹ - کن کن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے -

جواب ۹ - اموال ذیل میں زکوٰۃ فرض ہے - (۱) چاندی (۲) سونا[1] (۳) اونٹ - اونٹ میں اونٹنی بھی شامل ہے (۴) گائے - گائے میں بیل - بھینس بھینسے بھی شامل ہیں (۵) بکری - بکری میں بکرا بھیڑ - بھیڑے - دنبی - دنبے بھی شامل ہیں (۶) کھیت اور باغ کی پیداوار ہیں (۷) مال تجارت (۸) رکاز یعنی دفینۂ جاہلیت (۹) معدن یعنی کان - اس جواب کی دلیل بھی جواب ۱۳ میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ

سؤال ۱۰ کیا مذکورۂ بالا مالوں میں ہر حالت میں زکوٰۃ فرض ہے یا کسی خاص حالت میں اور وہ خاص حالت کیا ہے -

جواب ۱۰ کل مذکورۂ بالا مالوں میں ہر حالت میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے بلکہ رکاز کے سوا ہر ایک مال میں ایک خاص حالت میں زکوٰۃ فرض ہے - اور وہ

[1] وہ مسکوک ہو یا غیر مسکوک یا زیور ۱۲

اموال زکوٰۃ

اس حالت یہ ہے کہ وہ مال نصاب کو پہونچ چکا ہو اور اگر نصاب سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جس قدر چاہے دے ثواب ضرور ملے گا اور رکاز[1] میں ہر حالت میں زکوٰۃ فرض ہے خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت۔ اس جواب کی دلیل بھی جواب ۱۳ میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال ۱۱ جن جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے ان کی نصاب کیا ہے۔

جواب ۱۱ چاندی کی نصاب دو سو[2] درم یعنی ساڑھے باون تولہ[3] خاص۔ جو اس رائج الوقت انگریزی روپیہ سے جو ساڑھے دس ماشہ کا ہوتا ہے پورے ساٹھ روپے کے برابر وزن میں ہوتے ہیں۔ سونے کی نصاب بیس مثقال[4] یعنی ساڑھے سات تولہ خالص سونا ہے۔ اونٹ کی نصاب پانچ اونٹ ہے۔ گائے کی نصاب تیس گائے ہے۔ بکری کی نصاب چالیس بکری ہے۔ کھیت و باغ کی پیداوار کی پانچ وسق ہے۔ مال تجارت کی نصاب وہی ہے جو چاندی سونے کی ہے۔ یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا۔ یعنی اگر مال تجارت کا دام چاندی سے لگایا جائے تو اگر ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس سے زاید کا ہو جائے تو اس میں زکوٰۃ فرض ہے اور اس سے کم کا ہو تو نہیں۔ اور اگر دام سونے سے لگایا جائے

---

[1] یعنی دفینہ جاہلیت ۱۲

[2] درم مثقال کا ۷/۱۰ ہوتا ہے۔

[3] تولہ بارہ ماشہ کا ہوتا ہے۔

[4] مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے۔ اسکا مفصل بیان جواب ۵۲ میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

تو اگر ساڑھے سات تولہ سونا یا اس سے زاید کا ہو جائے تو اس میں زکوٰۃ فرض ہے اور اس سے کم کا ہو تو نہیں اس جواب کی دلیل بھی جواب ۱۳ میں آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

سوال ۱۲۔ جن جن مالوں میں زکوٰۃ فرض ہے ان میں سے کس مال میں کس قدر زکوٰۃ فرض ہے۔

جواب ۱۲۔ چاندی سونے میں ربع العشر یعنی چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔ اونٹ میں اس تفصیل سے فرض ہے۔ جب تک پچیس اونٹ سے کم ہوں فی پانچ اونٹ[۱] ایک بکری اور پچیس اونٹ میں بنت مخاض (ایک سالہ اونٹنی جس کو دوسرا سال شروع ہو چکا ہو) پینتیس ۳۵ تک یہی حکم ہے اور چھتیس ۳۶ میں ایک بنت لبون (دو سالہ اونٹنی جسکو تیسرا سال شروع ہو چکا ہو) پینتالیس تک یہی حکم ہے اور چھیالیس میں ایک حقہ (سہ سالہ اونٹنی جسکو چوتھا سال شروع ہو چکا ہو) ساٹھ تک یہی حکم ہے اور اکسٹھ میں ایک جذعہ (چار سالہ اونٹنی جسکو پانچواں سال شروع ہو چکا ہو۔) پچہتر تک یہی حکم ہے اور چھہتر میں دو بنت لبون نوّے تک یہی حکم ہے اور اکانوے میں دو حقہ ایک سو بیس تک یہی حکم ہے اور جب ایک سو بیس سے زاید ہو تو زاید میں ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ فرض ہے۔ بکری میں اس تفصیل سے فرض ہے۔ چالیس میں ایک بکری۔ ایک سو بیس تک یہی حکم ہے اور ایک سو اکیس میں دو بکری

[۱] یعنی ۵ اونٹ میں ایک بکری فرض ہے۔ دس میں دو بکری اور ۱۵ میں ۳ بکری اور ۲۰ میں ۴ بکری

دو سو تک یہی حکم ہے اور دو سو ایک میں تین بکری، تین سو تک یہی حکم ہے اور جب تین سو سے زاید ہو تو فی صدی ایک بکری فرض ہے۔ **گائے میں** اس تفصیل سے فرض ہے۔ ہر تیس میں ایک تبیع (ایک سالہ گوسالہ نر) یا ایک تبیعہ (ایک سالہ گوسالہ مادہ) اور ہر چالیس[1] میں ایک مسنہ (دو سالہ گوسالہ مادہ جسکو تیسرا سال شروع ہو چکا ہو) **کھیت اور باغ** کی پیداوار میں اس تفصیل سے فرض ہے۔ جو کھیت یا باغ کہ پانی کھینچکر سیراب کیا جاتا ہو اسکی پیداوار میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ فرض ہے اور جو کھیت یا باغ کہ پانی کھینچکر سیراب نہ کیا جاتا ہو[2] اسکی پیداوار میں عشر یعنی دسواں حصہ فرض ہے **مال تجارت** میں بھی تقویم کے بعد چاندی سونے کے طرح ربع العشر فرض ہے **رکاز**[3] میں خمس یعنی پانچواں حصہ فرض ہے اسکی دلیل بھی جواب ۱۳ میں آئے گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

سوال ۱۳۔ جوابات نمبر ۳۔ ۹۔ ۱۰ اور ۱۲ کی دلیل کیا ہے۔

جواب ۱۳۔ ان جوابات کی دلیل حسب ذیل ہے۔ بخاری شریف میں انس رضی سے

---

[1] یعنی تیس میں ایک تبیع یا تبیعہ۔ چالیس میں ایک مسنہ اور ساٹھ میں دو تبیع۔ ۷۰ میں ایک مسنہ ایک تبیع۔ ۸۰ میں ۲ مسنہ۔ ۹۰ میں تین تبیع۔ ۱۰۰ میں ایک مسنہ دو تبیع۔ ۱۱۰ میں ۲ مسنہ ایک تبیع۔ ۱۲۰ میں ۳ مسنہ یا ایک تبیع۔ ۱۲۔

[2] خواہ بارش یا نہر یا چشمہ کے پانی سے سیراب ہو جاتا ہو یا زمین ہی کی تری اسکو کافی ہو جاتی ہو۔

[3] یعنی اگر کوئی کفار کا دفینہ مل جائے تو اس میں سے ایک خمس یعنی پانچواں حصہ دینا ہوگا۔ باقی پانے والے کا ہے۔

روایت ہے کہ جب ابوبکر صدیق رض نے اپنے عہد خلافت میں انکو (انس رض) کو
بحرین[1] کی طرف روانہ کیا تو مندرجہ ذیل دستور العمل لکھ کر انکے حوالہ کیا جسکا
سرنامہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ ہے۔ ھذہ فریضۃ الصدقۃ التی
فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی المسلمین والتی امر اللہ
بھا رسولہ فمن سئلھا من المسلمین علی وجھھا فلیعطھا ومن
سئل فوقھا فلا یعط **ترجمہ** یہ دستور العمل زکوۃ کا ہے جسکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا اور جسکا اللہ تعالی نے اپنے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا تو جس مسلمان سے اسکے مطابق زکوۃ طلب
کی جائے وہ دے اور جس مسلمان سے اس سے زیادہ طلب کی جائے وہ نہ دے۔

نقل دستور العمل

فی اربع وعشرین من الابل فما دونھا من الغنم من کل خمس
شاۃ فاذا بلغت خمسا وعشرین الی خمس وثلثین ففیھا بنت مخاض
انثی۔ فاذا بلغت ستا وثلثین الی خمس واربعین ففیھا بنت لبون انثی
فاذا بلغت ستا واربعین الی ستین ففیھا حقۃ طروقۃ الجمل
فاذا بلغت واحدۃ وستین الی خمس وسبعین ففیھا جذعۃ فاذا
بلغت ستا وسبعین الی تسعین ففیھا بنتا لبون۔ فاذا بلغت
احدی وتسعین الی عشرین ومائۃ ففیھا حقتان طروقتا الجمل

[1] ملک عرب میں ایک شہر کا نام ہے ۱۲

فاذا زادت علی عشرین ومائة ففی کل اربعین بنت لبون وفی کل خمسین حقة ومن لم یکن معه الا اربع من الابل فلیس فیها صدقة الا ان یشاء ربها۔ فاذا بلغت خمسا ففیها شاة ومن بلغت عنده من الابل صدقة الجذعة ولیست عنده جذعة وعنده حقة فانها تقبل منه الحقة ویجعل معها شاتین ان استیسرتا له او عشرین درهما ومن بلغت عنده صدقة الحقة ولیست عنده الحقة وعنده الجذعة فانها تقبل منه الجذعة ویعطیه المصدّق عشرین درهما او شاتین ومن بلغت عنده صدقة الحقة ولیست عنده الا بنت لبون فانها تقبل منه بنت لبون ویعطی شاتین او عشرین درهماً ومن بلغت صدقة بنت لبون وعنده حقة فانها تقبل منه الحقة ویعطیه المصدق عشرین درهما او شاتین ومن بلغت صدقة بنت لبون ولیست عنده وعنده بنت مخاض فانها تقبل منه بنت مخاض ویعطی معها عشرین درهما او شاتین ومن بلغت صدقة بنت مخاض ولیست عنده وعنده بنت لبون فانها تقبل منه ویعطیه المصدق عشرین درهما او شاتین فان لم تکن عنده بنت مخاض علی وجهها وعنده ابن لبون فانه یقبل منه ولیس معه شیئ۔ وفی صدقة الغنم[له] فی سائمتها

له قال مالک فی الموطا فی الرجل یکون له الضان والمعز انها یجمع علیه فی الصدقة وقال انما الغنم کلها الخ وفی هدایة الحیفة والضان والمعز سواء ولان لفظ الغنم سامتة للکل والنص ورد به الخ ۱۲

اذا کانت اربعین الی عشرین ومائۃ شاۃ فاذا زادت علی عشرین ومائۃ الی مائتین ففیہا شاتان فاذا زادت علی مائتین الی ثلثمائۃ ففیہا ثلث شیاۃ فاذا زادت علی ثلثمائۃ ففی کل مائۃ شاۃ فاذا کانت سائمۃ الرجل ناقصۃ من اربعین شاۃ واحدۃ فلیس فیہا صدقۃ الا ان یشاء ربہا ولا تخرج فی الصدقۃ ھرمۃ ولا ذات عوار ولا تیس الا ما شاء المصدق ولا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ وما کان من الخلیطین فانہما یتراجعان بینہما بالسویۃ وفی الرقۃ ربع العشر فان لم تکن الا تسعین ومائۃ فلیس فیہا شیئ الا ان یشاء ربہا (مشکوٰۃ شریف ص۱۵۷-بخاری) **ترجمہ**- اونٹ کی زکوٰۃ چوبیس اونٹ - یا اس سے کم ہوں تو فی پانچ اونٹ میں ایک بکری فرض ہے۔ اور جب پچیس ہو جائیں تو اس میں ایک بنت مخاض ہے پینتیس تک یہی حکم ہے اور چھتیس ہو جائیں تو اس میں ایک بنت لبون ہے۔ پینتالیس تک یہی حکم ہے اور جب چھیالیس ہو جائیں تو اس میں ایک حقہ ہے ساٹھ تک یہی حکم ہے اور اکسٹھ ہو جائیں تو اس میں ایک جذعہ ہے پچھتر تک یہی حکم ہے اور چھہتر ہو جائیں تو اس میں دو بنت لبون ہے۔ نوّے تک یہی حکم ہے اور جب اکانوے ہو جائیں تو اس میں دو حقہ ہے۔ ایک سو بیس تک یہی حکم ہے۔ اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہے اور جس کے پاس چار ہی اونٹ ہوں تو اس میں کچھ بھی زکوٰۃ فرض

نہیں ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جسقدر چاہے دے۔ اور جب پانچ اونٹ ہو جائیں
تو اس میں ایک بکری ہے۔ اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں جذعہ
فرض ہے اور اس کے پاس جذعہ نہیں ہے اور حقہ ہے تو اس سے حقہ ہی
لی جائے لیکن وہ حقہ کے ساتھ دو بکریاں بھی دے اگر اسکو میسر ہوں یا بیس
درم (یعنی چھ روپیہ) دے اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں حقہ فرض
ہے اور اسکے پاس حقہ نہیں ہے اور جذعہ ہے تو اس سے جذعہ ہی لی جائے
لیکن مصدق[1] اسکو بیس درم یا دو بکریاں واپس کردے۔ اور جس کے پاس
اتنے اونٹ ہوں جن میں حقہ فرض ہے اور اس کے پاس حقہ نہیں ہے
اور بنت لبون ہے تو اس سے بنت لبون ہی لی جائے لیکن وہ اسکے
ساتھ دو بکریاں یا بیس درم بھی دے اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں جن
میں بنت لبون فرض ہے اور اس کے پاس بنت لبون نہیں ہے اور
بنت مخاض ہے تو اس سے بنت مخاض ہی لی جائے اور اس کے ساتھ
بیس درم یا دو بکریاں بھی دے اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں
بنت مخاض فرض ہے اور اس کے پاس بنت مخاض نہیں ہے اور
بنت لبون ہے تو اس سے بنت لبون ہی لی جائے اور مصدق اسکو
بیس درم یا دو بکریاں واپس کرے اور اگر اسکے پاس بنت مخاض جیسی
دینی چاہیئے نہیں ہے اور ابن لبون ہے (دو سالہ اونٹ جس کو تیسرا
سال شروع ہوچکا ہو) تو اس سے ابن لبون ہی لیا جائے اور اس صورت میں مصدق کچھ واپس نہ کرے

---

[1] مصدق۔ زکوٰۃ کا تحصیل کرنے والا ۱۲

بکری کی زکوٰۃ

چالیس بکری میں جو سال میں اکثر چرائی پر رہتی ہوں ایک بکری فرض ہے ایک سو بیس تک یہی حکم ہے اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہوں تو اُس میں دو بکری ہے۔ دو سو تک یہی حکم ہے اور جب دو سو سے زاید ہوں تو اُس میں تین بکری ہے۔ تین سو تک یہی حکم ہے اور جب تین سو سے زاید ہوں تو اس میں فی صدی ایک بکری ہے اور جسکے پاس چالیس بکریوں سے ایک بھی کم ہوں اُس میں کچھ بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے ہاں اپنی خوشی سے جسقدر چاہے دے۔ اور زکوٰۃ میں بڑھیا مویشی یا عیب دار بکرا نہیں لیا جائے گا ہاں اگر مصدق منظور کرے تو مضائقہ نہیں اور زکوٰۃ کے ڈر سے نہ جُدے جُدے مال اکٹھے کئے جائیں اور نہ اکٹھے مال جدے جدے کئے جائیں اور جو مویشیاں کہ دو خلیطوں کی ہونگی (مصدق ان میں سے کل کی زکوٰۃ لے لیگا) پھر دونوں خلیط آپس میں بالسویہ حساب سمجھ لینگے۔

چاندی کی زکوٰۃ

چاندی میں ربع العشر یعنی چالیسواں حصہ فرض ہے اور جسکے پاس ایک سو نوّے ہی درہم ہوں (یعنی چاندی ساٹھ روپے کے وزن سے کم ہو) تو اس میں کچھ بھی زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جس قدر چاہے دے۔

سونے کی زکوٰۃ

حضرت علی رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اذا کانت لک مائتا درهم وحال علیها الحول ففیها خمسة دراهم
لیس علیك شیئ فی الذهب حتی تكون لك عشرون دینار
فاذا کانت لك عشرون دینارًا وحال علیها الحول ففیها نصف
دینار (سنن ابی داؤد. باب فی زکوٰة السائمة ص۱۱ ج ۲) **ترجمہ** جب
تیرے پاس دو سو درہم ہوں اور ان پر سال بھی گذر چکا ہو تو اس میں پانچ درہم
(یعنی ڈیڑھ روپیہ کے وزن کے برابر زکوٰۃ فرض ہے) اور سونے میں تجھ پر کچھ بھی زکوٰۃ
فرض نہیں ہے جب تک تیرے پاس بیس دینار سونا نہ ہوئے اور جب تیرے پاس
بیس دینار سونا ہو لے اور ان پر سال بھی گذر جائے تو اس میں آدھی دینار
زکوٰۃ فرض ہے **ف** دینار سے مثقال مراد ہے جو ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے
اس حساب سے بیس دینار کے ساڑھے سات تولے ہوئے۔

گائے کی زکوٰۃ

معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جب انحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے یمن کی جانب روانہ فرمایا تو انکو حکم دیا ان یاخذ من البقرة من كل
ثلثین تبیعا او تبیعة ومن كل اربعین مسنة (باب ما یجب
فیها الزکوٰة فصل ۲۔ مشکوٰۃ شریف ص۱۵۹ و منتقی ص۱۲۰) وفی روایة
لاحمد تبیعا حولیا۔ **ترجمہ** گائے کی زکوٰۃ اس تفصیل سے لیا کریں ہر تیس میں

ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مسنہ۔

کھیت و باغ کی پیداوار کی زکوٰۃ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فیما سقت السماء والعیون اوکان عثریا العشر وما سقی بالنضح نصف العشر رواہ البخاری (باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ فصل ا مشکوٰۃ شریف ص۱۵۹) ترجمہ: جو کھیت یا باغ کہ مینہ یا چشمے کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہو یا اس کھیت اور باغ کی زمین ہی ایسی تر ہو کہ اسکی تری کافی ہو جایا کرتی ہو اسکی پیداوار میں عشر یعنی دسواں حصہ فرض ہے اور جو کھیت یا باغ کہ پانی کھینچکر سیراب کیا جاتا ہو اسکی پیداوار میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ فرض ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیس فیما دون خمسۃ اوسق من التمر صدقۃ ولیس فیما دون خمس اواق من الورق صدقۃ ولیس فیما دون خمس ذود من الابل صدقۃ (باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ۔ مشکوٰۃ شریف ص۱۵۹) وفی روایۃ المسلم ص۳۱۶ لیس فیما دون خمسۃ اوسق من تمر ولا حب صدقۃ۔

ترجمہ: کھجور یا کوئی غلہ جو پانچ وسق[1] سے کم ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے اور خالص چاندی جو پانچ اوقیہ سے کم ہو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اونٹ جو پانچ عدد سے کم ہو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے ف اوقیہ سے

---

[1] وسق کا بیان جواب ۱۳ میں آتا ہے ۱۲

چالیس درہم مراد ہے۔ جو وزن میں بارہ روپے انگریزی رائج الوقت کے برابر ہوتے ہیں اس حساب سے پانچ اوقیہ خالص چاندی وزن میں ساٹھ روپے کے برابر ہوئی۔

مال تجارت کی زکوٰۃ

سمرہ بن جندب رضؓ سے روایت ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقۃ من الذی نعد للبیع (باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ فصل ۲ مشکوٰۃ شریف ص۱۵۲) **ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم اس مال میں سے بھی زکوٰۃ نکالا کریں جن کو بیچنے کے لئے موجود رکھتے ہیں۔

رکاز کی زکوٰۃ

یعنی جاہلیت کا دفینہ

ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فی الرکاز الخمس مشکوٰۃ شریف باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ ص۱۵۱) **ترجمہ** رکاز یعنی دفینہ جاہلیت میں خمس یعنی پانچواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے

معدن یعنی کان کی زکوٰۃ

ربیعہ بن ابی عبدالرحمن نے بہت لوگوں سے روایت کی ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقطع لبلال بن الحارث المزنی

ع یا ایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم الایۃ الی قولہ الحمید ۱۲

معاون القبلیۃ فتلک المعادن لا تؤخذ منها الا الزکوٰۃ الی الیوم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۲ باب ما یجب فیہ الزکوٰۃ فصل ۲) **ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال بن الحارث مزنی رضؓ کو مقام قبلیہ کی کانیں عنایت فرمائی تھیں اُن کانوں سے اب تک صرف زکوٰۃ ہی لیجاتی ہے

سوال ۱۴ وسق کی کیا مقدار ہے اور پانچ وسق کی کیا مقدار۔

جواب ۱۴۔ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے تو پانچ وسق کے تین سو صاع ہوئے ابو سعید خدری رضؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الوسق ستون صاعاً رواہ احمد وابن ماجہ (منتقی صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔

سوال ۱۵۔ صاع کی کیا مقدار ہے۔

جواب ۱۵۔ صاع جو زکوٰۃ وصدقہ فطر ودیگر احکام شرعیہ میں معتبر ہے وہ صاع مدنی یعنی صاع بنوی ہے جو چار مُد کا ہوتا ہے اور ہر مُد ۱⅓ رطل کا۔ سائب بن یزید سے روایت ہے انھوں نے کہا کان الصاع علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدا وثلثا بمدکم الیوم (بخاری شریف) قال ابن بطال ھذا یدل علی ان مدھم حین حدث بہ السائب

وقال الدارمی حؒ فی ستۃ صفحہ ۲۰۲ الوسق ستون صاعاً الخ وقال الامیر الیمانی فی سبل السلام صفحہ ۲۱۲ الوسق ستون صاعاً الخ وقال الحافظ فی الفتح صفحہ ۳۲ ج ۲ الوسق ستون صاعاً بالاتفاق الخ۔ قال الامام محمد بن الحسن رحؒ فی کتاب الحج صفحہ ۱۲۹ والوسق عندنا ستون صاعاً بصاع النبی صلعم ۱۲

کان اربعة ارطال فاذا زید علیه ثلثه وهو رطل وثلث قام منه خمسة ارطال وثلث وهو الصاع بدلیل ان مده صلی الله علیه واله وسلم رطل وثلث وصاعه اربعة امداد (فتح الباری ص۲۹ ج۴) الا تری انه ابا یوسف لما اجتمع مع مالك فی المدینة فوقعت بینهما المناظرة فی قدر الصاع فزعم ابو یوسف انه ثمانیة ارطال وقام مالك رح ودخل بیته واخرج صاعا وقال هذا صاع النبی صلی الله علیه واله وسلم قال ابو یوسف فوجدته خمسة ارطال وثلثا فرجع ابو یوسف رح الی قول مالك رح وخالف صاحبیه (عمدة القاری ص۶۵ ج۱۱) **ترجمہ** صاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تمہارے اس زمانے کے مد سے ۱⅓ مد کا تھا۔ فتح الباری میں ہے کہ ابن بطال نے کہا سائب بن یزید کے مذکورہ بالا روایت اس بات کی دلیل ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت اُنھوں نے یہ روایت کی تھی مد اس وقت کے لوگوں کا چار رطل کا تھا تو جب اس پر ⅓ مد یعنی ۱⅓ رطل اضافہ کیا جائے تو ۵⅓ رطل ہو جائے گا اور یہی صاع نبوی ہے۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ مد نبوی ۱⅓ رطل کا تھا اور صاع نبوی چار مد کا اور علامہ عینی رح نے کہا جب امام ابی یوسف رح امام مالک رح کے ساتھ مدینہ طیبہ میں اکٹھے ہوئے اور اُن دونوں میں صاع کی مقدار کی بابت مناظرہ ہوا تو امام ابو یوسف رح نے کہا صاع تو آٹھ رطل کا ہوتا ہے۔ تو امام مالک اٹھکے اپنے گھر میں جاکر وہاں سے ایک صاع نکال لائے اور کہا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

صاع ہے ۔ امام ابویوسف رح نے کہا میں نے اس صاع کو ۵ ۱/۳ رطل کا
پایا پھر امام ابویوسف رح نے امام مالک رح کا قول تسلیم فرمایا ۔ اور امام
ابوحنیفہ رح و امام محمد رح کے مخالف ہوئے ۔ اور عبداللہ ابن عمر رض سے
روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا المکیال مکیال
اھل مدینۃ والوزن وزن مکۃ (نسائی ص۲۰۴) **ترجمہ**
کیل یعنی صاع جو معتبر ہے وہ اہل مدینہ کا کیل (یعنی صاع) ہے ۔ اور
وزن (یعنی درم) جو معتبر ہے وہ اہل مکہ کا وزن یعنی درم ہے ۔ اور
قاموس جلد۳ ص۴۹ میں ہے الصاع ھو اربعۃ امداد و کل مد
رطل وثلث **ترجمہ** صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ہر مد ۱ ۱/۳ رطل کا ۔

سوال ۱۶۲ ۔ رطل کی کیا مقدار ہے ۔

جواب ۔ رطل بارہ اوقیہ کا ہوتا ہے اور اوقیہ ۱ ۲/۳ استار کا اور
استار ساڑھے چار مثقال کا اور مثقال ۱ ۳/۷ درم یعنی ساڑھے چار ماشہ
کا ۔ قاموس ص۲۲۹ میں ہے الرطل اثنا عشر اوقیۃ والاوقیۃ استار و ثلثا
استار والاستار اربعۃ مثاقیل ونصف والمثقال درھم وثلثۃ
اسباع درھم الخ **ترجمہ** رطل بارہ اوقیہ کا اور اوقیہ ۱ ۲/۳ استار کا اور
استار ۴ ۱/۲ مثقال کا اور مثقال ۱ ۳/۷ درم کا ۔

سوال ۱۶۳ ۔ میں لنڈے سیر سے (جو ساڑھے دس ماشہ کے روپیہ سے اسی روپیہ
بھر کا ہوتا ہے) مد اور صاع اور وسق اور پانچ وسق کتنا ہوتا ہے ۔

جواب ۔ سیر مذکور سے یہ چاروں چیزیں حسب تفصیل ذیل ہوتی ہیں ۔

مد۔ ۱/۲ ۱ سیر ۱ ۱/۴ چھٹانک ۶/۸ ماشہ۔
صاع ۲ سیر ۹ چھٹانک ۱/۲ ماشہ
وسق۔ ۳ من ۴ ۴ سیر ۱/۲ چھٹانک ۳ ۱/۴ ماشہ
پانچ وسق۔ ۱۹ من ۱۱ سیر ۶ ۱/۴ چھٹانک ۵ ۵/۸ ماشہ۔

سوال ۱۸۔ خراجی زمین (جس زمین سے خراج لیا جاتا ہو) کی پیداوار میں بھی عشر فرض ہے یا نہیں اور اراضی ہندوستان اس عہد سلطنت انگریزی میں خراجی ہے یا نہیں اور خراج کی کیا تعریف ہے۔

جواب ۱۸۔ عشر یا نصف عشر ہر ایک زمین کے پیداوار میں حسب تفصیل مذکورہ بالا فرض ہے خواہ وہ زمین خراجی ہو یا غیر خراجی۔ عشر یا نصف عشر کے فرض ہونے کیلئے زمین کا غیر خراجی ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اراضی ہندوستان اس عہد سلطنت انگریزی میں خراجی نہیں ہے۔ اسلئے کہ خراج کی تعریف یہ ہے کہ خراج وہ رقم ہے جو امام اپنی کافر رعایا پر مقرر کرے اور ظاہر ہے کہ جو رقم کہ سلطنت انگریزی اراضی ہندوستان سے لیتی ہے وہ ایسی نہیں ہے پس اراضی ہندوستان اس عہد میں خراجی نہیں ہے۔
(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۱) عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ فیما سقت السماء والعیون او کان عثریا العشر وفیما سقی بالنضح نصف العشر رواہ البخاری اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ الحدیث متفق علیہ ـــــ یہ دونوں

حدیثیں مع ترجمہ سابق صفحوں میں گذر چکی ہیں۔ پہلی حدیث سے ثابت ہے کہ جو کھیت یا باغ کہ مینہ کے چشمے کے پانی سے سیراب کیا جائے یا اس کھیت یا باغ کی زمین ہی ایسی تر ہو کہ اسی کی تری کافی ہو جائے اسکے پیداوار میں عشر فرض ہے۔ اور جو کھیت یا باغ کہ پانی کھینچکر سیراب کیا جائے اسکی پیداوار میں نصف عشر فرض ہے۔ یہ پہلی حدیث دونوں صورتوں میں عام ہے کسی صورت میں یہ تخصیص نہیں ہے کہ اس کھیت یا باغ کی زمین خراجی ہو یا غیر خراجی۔ پس اگر خراجی ہو تو بھی عشر یا نصف عشر فرض ہے۔ اور اگر غیر خراجی ہو تو بھی عشر یا نصف عشر فرض ہے۔ اسی طرح کسی صورت میں یہ تخصیص بھی نہیں ہے کہ زمین مذکورہ کسی کی ملک ہو یا نہ ہو۔ اور ہو تو مسلمان کی ملک ہو یا کافر کی اور کاشتکار کی ہو یا کسی اور کی۔ ہر صورت میں حکم ایک ہے کہ عشر یا نصف عشر فرض ہے۔ دوسری حدیث میں البتہ یہ تخصیص ہے کہ اس زمین کی پیداوار پانچ وسق سے کم نہ ہو۔ پس اگر پانچ وسق سے کم ہو تو اس میں کچھ بھی فرض نہیں ہے نہ عشر نہ نصف عشر۔ مسلمانوں پر فرض ہے نہ کافروں پر۔ کیونکہ حدیث دوم میں یہ تصریح ہے کہ یہ عشر یا نصف عشر صدقہ ہے اور حدیث ابن عباس رض میں جو جواب ملا میں گذر چکی ہے یہ تصریح ہے کہ صدقہ اسی شخص پر فرض ہے جو توحید اور رسالت کا مقر اور مصدق ہو اور پنجگانہ نماز بھی اس پر فرض ہو چکی ہو اور ایسا شخص نہیں ہے مگر مسلمان۔ پس ثابت ہوا کہ یہ عشر یا نصف عشر نہیں فرض ہے مگر مسلمان پر اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے ومما اخرجنا لکم من الارض (پارہ ۳

سورہ بقرہ رکوع ۳۷) ترجمہ اور ہم جو کچھ پیداوار تمھارے لیئے زمین سے نکالیں
اس میں سے دو۔ یہ آیت کریمہ عشر کے بارے میں ہے۔ یہ آیت کریمہ بھی عام ہے
اس میں بھی یہ تخصیص نہیں ہے کہ وہ زمین خراجی ہو یا غیر خراجی۔ پس اگر خراجی
ہو تو بھی عشر یا نصف عشر فرض ہے اور غیر خراجی ہو تو بھی۔ اور بھی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے واتوا حقہ یوم حصادہ (پارہ ۸ سورہ انعام رکوع ۱۷) ترجمہ
جب کھیت اور باغ بار آور ہوں تو ان کے کاٹنے اور توڑنے کے دن انکا حق
ادا کرو۔ یہ آیہ کریمہ بھی عشر کے بارے میں ہے اور یہ بھی عام ہے۔ اس میں بھی یہ
تخصیص نہیں ہے کہ اس کھیت اور باغ کی زمین خراجی ہو یا غیر خراجی۔ پس
اگر خراجی ہو تو بھی عشر یا نصف عشر فرض ہے۔ اور غیر خراجی ہو تو بھی۔ اور
عمدۃ الرعایۃ صـ۲۲۷ ج ا حاشیہ شرح وقایہ میں ہے۔ الخراج ما وضعہ الامام
علی الکافر ترجمہ خراج وہ رقم ہے جو امام اپنے کافر رعایا پر مقرر کرے۔
اور جو لوگ کہ اس حدیث (لا یجتمع عشر وخراج فی ارض مسلم
یعنی کسی مسلمان کی ایک ہی زمین میں عشر و خراج دونوں ایک ساتھ فرض
نہیں ہوتے) سے اس بات پر استدلال کرتے ہیں کہ خراجی زمین میں عشر
فرض نہیں ہے انکا یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ اولاً اسلیئے کہ حدیث مذکور
محض باطل ہے ہرگز قابل استدلال نہیں ہے۔ اس حدیث کا ایک راوی
جس پر اس حدیث کا مدار ہے یحییٰ بن عنبسہ ہے اور وہ اس درجہ کا
واہی ہے کہ ائمہ حدیث نے اسکو کذاب اور دجال اور وضاع تک فرما دیا ہے
ثانیاً اسلیئے کہ عشر زمین کی پیداوار پر فرض ہوتا ہے۔ نہ نفس زمین میں۔

ہاں خراج البتہ نفس زمین پر مقرر ہوتا ہے نہ زمین کی پیداوار پر پس خراجی زمین کی پیداوار میں عشر کے فرض ہونے سے حدیث مذکور کا خلاف ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ جب خراج نفس زمین پر مقرر ہوتا ہے نہ زمین کی پیداوار پر اور عشر زمین کی پیداوار میں فرض ہوتا ہے نہ نفس زمین میں تو کسی ایک زمین میں عشر اور خراج دونوں کا ایک ساتھ فرض ہونا ہو خلاف حدیث مذکور کے لازم نہیں آیا۔

سوال ۱۹ - کیا چاندی سونے کی زکوٰۃ اسی وقت فرض ہے جب وہ حاصل ہوں یا جب اُن پر سال بھی گذر جائے۔

جواب ۱۹ - چاندی سونے کی زکوٰۃ اسی وقت فرض نہیں ہے بلکہ جب اُن پر سال بھی گذر لے (ص ۳۶ و ص ۳۷ ملاحظہ ہو) اور حافظ ابن حجر فتح الباری صفحہ ۲۲ میں فرماتے ہیں۔ اجمع العلماء علی اشتراط الحول فی الماشیۃ والنقد دون المعشرات الخ۔ ترجمہ مواشی اور نقد کی زکوٰۃ میں بلا خلاف سال گذرنا شرط ہے نہ معشرات (یعنی کھیت اور باغ کی پیداوار اسکی زکوٰۃ) میں۔

سوال ۲۰ - زیوروں میں بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

جواب ۲۰ - فرض ہے لیکن صرف چاندی سونے کے زیوروں میں فرض ہے نہ اور زیوروں میں اور چاندی سونے کے زیوروں میں فرض ہونے کی دلیل یہ ہے کہ چاندی سونے میں زکوٰۃ فرض ہے جیسا کہ جواب ۹ میں معلوم ہوا۔ اور یہ

ـہ کیونکہ کھیت و باغ کی پیداوار میں اسی دن زکوٰۃ فرض ہے جس دن کھیت کاٹے اور باغ کے پھل توڑے جائیں۔

زیورات بھی چاندی کے لئے ہیں لہذا ان میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اور بھی سنن ابی داؤد صفحہ ۲۱۹ ج ۱۔ وسنن نسائی صفحہ ۳۹۵ میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ سے روایت ہے کہ ان امرأۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ومعہما ابنۃ لہا وفی ید ابنتہا مسکتان غلیظتان من ذہب فقال لہا اتعطین زکوۃ ھذا قالت لا قال ایسرک ان یسورک اللہ بہما یوم القیمۃ سوارین من نار قال فخلعتہما فالقتہما الی النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وقالت ہما للہ ولرسولہ۔ **ترجمہ** نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے یہاں ایک عورت آئی اور اسکے ساتھ اسکی ایک بیٹی بھی تھی اور بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو بھاری بھاری کنگن تھے۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تو ان کنگنوں کی زکوٰۃ بھی دیا کرتی ہے عرض کیا "نہیں" فرمایا۔ کیا تو چاہتی ہے کہ اللہ تجھکو قیامت میں ان دو کنگنوں کے بدلے آگ کے دو کنگن پہنائے" یہ سنتے ہی اس نے دونوں کنگن اتار کر نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سامنے ڈال دیا اور کہا کہ دونوں کنگن اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔ اور بھی سنن ابی داؤد صفحہ ۲۸۹ ج ۱ میں حضرت عائشہ رضی سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا۔ دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فرای فی یدی فتخات من ورق فقال ما ھذا یا عائشۃ فقلت صنعتہن ازین لک بہن یا رسول اللہ قال اتؤدین زکوتہن فقلت لا قال ھو حسبک من النار۔ **ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم میرے

پاس تشریف لائے تو آپ نے میرے ہاتھ میں چاندی کے فتخات پائے (فتخات ایک زیور
کا نام ہے) دیکھے تو پوچھا کہ عائشہ یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ میں نے یہ اس لئے بنائے ہیں تاکہ آپ کے لئے زینت
کروں۔ فرمایا تو ان کی زکوۃ بھی دیا کرتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔
فرمایا یہ تجھ کو دوزخ میں لے جانے کے لئے کافی ہیں۔ (سنن ابی داؤد جلد
ج ۱ میں ام سلمہ رض سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کنت البس اوضاحا
من ذهب فقلت يا رسول الله أكنز هو فقال ما بلغ أن يؤدى
زكوة فزكى فليس بكنز۔ ترجمہ میں سونے کا اوضاح پہنا کرتی تھی
تو میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا یہ بھی کنز[1] ہے؟ فرمایا جو اس قدر کو
پہونچ جائے جس کی زکوۃ دینی چاہیے (یعنی نصاب کو پہونچ جائے)
پھر زکوۃ بھی دے دی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔ اور تلخیص الحبیر
ص ۱۸۳ میں ہے کہ یہی مسند امام حنبل رح میں اسماء بنت یزید سے روایت
ہے کہ انھوں نے کہا کہ دخلت انا وخالتی علی النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وعلینا اساور من ذهب فقال لنا اتعطيان زكوته
فقلنا لا قال اما تخافان ان يسوركما الله بسوار من نار
اديا زكوته۔ ترجمہ میں اور میری خالہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
یہاں جاتے گئے اور ہم دونوں سونے کے کنگن پہنے ہوئی تھیں۔ آپ
نے ہم لوگوں سے پوچھا ان کنگنوں کی زکوۃ بھی دیا کرتی ہو۔ ہم

[1] کنز سے مراد وہ مال ہے جس میں زکوۃ فرض ہو اور زکوۃ نہیں دی جاتی۔

لوگوں نے عرض کیا نہیں فرمایا کیا تم لوگ اس بات سے ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تم کو ان کے بدلے آگ کے کنگن پہنائے۔ ان کی زکوٰۃ دیا کرو۔

سوال - چاندی سونے کے زیورات ایں استعمالی ہوں یا غیر استعمالی سب میں زکوٰۃ فرض ہے یا جو غیر استعمالی ہوں انھیں میں فرض ہے۔

جواب - استعمالی وغیر استعمالی سب میں فرض ہے بدلائل مذکورہ جواب ۱۲

سوال - چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ کس قدر فرض ہے اور ہر حالت میں فرض ہے یا جب نصاب کو پہنچ جائیں اور سال بھی ان پر گذر جائے۔

جواب - جواب ۲ سے معلوم ہو چکا ہے کہ چاندی سونے کے زیوروں میں زکوٰۃ اس لئے فرض ہے کہ یہ بھی چاندی سونے ہیں اور جب ان میں زکوٰۃ اسلئے فرض ہے کہ یہ بھی چاندی سونے ہیں تو ان کے زکوٰۃ کا بھی وہی قاعدہ ہے جو عام چاندی سونے کی زکوٰۃ کا ہے۔ یعنی ان میں بھی وہی چالیسواں حصہ فرض ہے جو عام چاندی سونے میں فرض ہے اور ہر حالت میں فرض نہیں بلکہ جب یہ نصاب کو پہنچ جائیں۔ اور سال بھی ان پر گذر جائے اور دلیل بھی وہی ہے۔

سوال - مدیون پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

جواب اگر مدیون صاحب نصاب ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے ورنہ نہیں موطا امام مالک میں سائب بن یزید سے روایت ہے کہ ان عثمان بن عفان کان یقول هذا شهر زکوتکم فمن کان علیه دین فلیؤد دینه حتی تحصل اموالکم فتؤدون منها الزکوٰة

ترجمہ۔ حضرت عثمان رضؓ فرماتے تھے کہ یہ تمہارے زکوٰۃ کا مہینہ ہے۔ تو جس شخص پر دین ہو وہ ادائے دینؔ[۱] سے فارغ ہوجائے تاکہ تمہارے مال دین سے خالص ہوجائیں کہ تم اس میں سے زکوٰۃ ادا کرو۔

سوال[۲۵] اگر صاحب نصاب مدیون پر اسقدر دین ہو کہ اُس دین کو ادا کرے تو صاحب نصاب باقی نہ رہے تو ایسے مدیون پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں

جواب[۲۵]۔ ایسے مدیون پر بھی زکوٰۃ فرض ہے لیکن اگر سال تمام کے قبل ہی ادائے دین سے فارغ ہوجائے کہ سال تمام پر صاحب نصاب باقی نہ رہے تو اُس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے بدلیل مذکورہ جواب ۲۳

سوال[۲۵] زید کا دین جو بکر پر ہے اُس دین کی زکوٰۃ دائن یعنی زید پر فرض ہے یا نہیں۔

جواب[۲۵]۔ اُس دین کی زکوٰۃ دائن یعنی زید پر فرض نہیں ہے بلکہ مدیون یعنی بکر پر فرض ہے جیسا کہ جواب ۲۳ سے معلوم ہوا اور اگر اسی دین کی زکوٰۃ دائن پر بھی فرض ہو تو لازم آئیگا کہ ایک مال پر دو زکوٰتیں فرض ہوئیں اور ایسا مشروع نہیں

سوال[۲۶]۔ جب کسی کے پاس چاندی سونا دونوں ہوں لیکن علحدہ علحدہ

---

[۱] اس سے معلوم ہوا کہ اگر مدیون پہلے سے ادائے دین سے فارغ نہ ہوچکے گا تو سال تمام پر اسکو کل مال کی زکوٰۃ دینی ہوگی ورنہ اگر اب بھی قدر دین منہا دیکر بقیہ ہی کی زکوٰۃ دینی پڑے تو حضرت عثمان رضؓ کے اس فرمانے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ دونوں حالتوں میں کچھ فرق نہ ہوا۔

بقدر نصاب نہ ہوں اگر دونوں کو ملانے تو بقدر نصاب ہو جائیں تو ایسی حالت میں ان دونوں میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب ایسی حالت میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے بدلیل حدیث لیس فیما دون خمس اواق من الورق صدقۃ ولیس علیک شیئ یعنی فی الذھب حتی یکون لک عشرون دینار (جواب ۱۳ ملاحظہ ہو) اور دونوں کو ملا لینا تاکہ نصاب پوری ہو جائے اسکا کوئی کافی ثبوت معلوم نہیں ہوتا۔

سوال جب کئی جنس کے غلے بقدر نصاب نہ ہوں لیکن اگر باہم ملا لیے جائیں تو بقدر نصاب ہو جائیں تو ایسی حالت میں ان میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب ایسی حالت میں ان میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے کیونکہ لیس فیما دون خمسۃ اوساق من تمر ولا حب صدقۃ (جواب ۱۳ ملاحظہ ہو) اور کئی جنس کے غلوں کو ملا لینا تاکہ نصاب پوری ہو جائے اسکا بھی کوئی کافی ثبوت معلوم نہیں ہوتا۔

سوال زید نے عمر کی زمین میں بٹائی پر کھیتی کی یا باغ لگایا اس صورت میں اس کھیت یا باغ کی پیداوار میں زید کے حصہ میں عشر فرض ہے یا عمر کے یا دونوں کے

[illegible] نہیں چاندی جو پانچ اوقیہ سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔
[illegible] نہیں تجھ پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے جب تک تیرے پاس بیس دینار [illegible] ہو جائے۔

جواب ۲۷۔ اگر اس کھیت یا باغ کی پیداوار پانچ وسق سے کم ہے تو کسی حصہ میں عشر فرض نہیں ہے اور اگر پانچ وسق یا پانچ وسق سے زیادہ ہے تو اس مجموع میں عشر فرض ہے پہلے اس میں سے عشر نکالیں پھر باقی آپس میں بانٹیں خواہ ہر ایک کا حصہ پانچ وسق ہو یا نہ ہو۔ بخاری شریف میں ہے لا یفرق بین مجتمع خشیة الصدقة (دستور العمل منقول جواب ۱۳ ملاحظہ ہو)

سوال ۲۸۔ کھیت یا باغ کی پیداوار میں جو عشر یا نصف عشر فرض ہے تو منہائی اخراجات کے بعد فرض ہے یا بالائی اخراجات۔

جواب ۲۸۔ کھیت یا باغ کی پیداوار میں عشر یا نصف عشر بلا منہائی اخراجات فرض ہے اسلئے کہ منہائی اخراجات کا لحاظ شارع کی جانب سے پہلے ہی ہو چکا ہے کہ جس کھیت یا باغ کو پانی کھینچکر سیراب کرنا پڑتا ہے اسکی پیداوار میں نصف عشر ہی فرض ہے نہ عشر اور جس کو پانی کھینچکر سیراب کرنا نہیں پڑتا پس اسی کی پیداوار میں عشر فرض ہے۔ اور جب منہائی اخراجات کا لحاظ شارع کی جانب سے پہلے ہی ہو چکا تو اب منہائی اخراجات کیسی لہٰذا اب عشر یا نصف عشر بلا منہائی اخراجات فرض ہے۔

سوال ۲۹۔ بعض لوگ مکان اس غرض سے خرید کرتے ہیں کہ اس سے کرایہ حاصل کریں پھر اس کرایہ کے روپیہ سے اسی نیت سے دوسرا مکان خرید لیتے ہیں ایسے لوگوں پر زکوٰۃ مکان میں فرض ہے یا کرایہ کے روپیہ میں۔

جواب ۲۹۔ ایسے لوگوں پر زکوٰۃ کرایہ کے روپیہ میں فرض ہے نہ مکان میں

کیونکہ مکان اُن اموال میں سے نہیں ہے جن میں زکوٰۃ فرض ہے۔ ہاں اگر مکان تجارت کی غرض سے خریدا جائے تو اس مکان میں نہ بوجہ مکان ہونے کے بلکہ بوجہ مال تجارت ہونے کے زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال ۳۴ ۔ مویشیوں[1] کی زکوٰۃ میں سوم بھی شرط ہے یا نہیں اور سوم کیا ہے۔

جواب ۳۴ ۔ مویشیوں کی زکوٰۃ میں سوم شرط ہے اور سوم کے معنی ہیں جنگلوں میں چرنا اور یہاں یہ مراد ہے سال کے بیشتر حصہ میں چرائی پر رہنا اور سواری یا باربرداری یا اور اسی قسم کی خدمت کا لینا ان سے مقصود نہ ہونا۔ فی صدقة الغنم فی سائمتها اذا کانت اربعین الی عشرین و مائة شاة (دستور العمل منقولہ جواب ۳۱ ملاحظہ ہو) اور سنن ابی داؤد ص۲۲۲ ج ۱ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لیس علی العوامل[2] شیئ ترجمہ کام کرنے والے مویشیوں میں کچھ بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔ بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ فی کل سائمة ابل فی اربعین بنت لبون رواہ احمد والنسائی ص۳۸ ج ۱ وابوداؤد ص۲۲۷ ج ۱ ترجمہ ہر چالیس سوم والے اونٹوں میں ایک بنت لبون زکوٰۃ فرض ہے۔

---

[1] یعنی اونٹ۔ گائے۔ بکری [2] یعنی لادنے والی۔ سواری دینے والی۔ ہل جوتنے والی۔ پانی کھینچنے والی یا اور کوئی خدمت کرنے والی۔

سوال ۲۲۔ ہر ایک چاندی سونے کی زکوٰۃ ہر سال دینا فرض ہے۔ یا جو چاندی سونا کہ بڑھتا نہ ہو (جیسے زیورات یا مخزون روپے۔ اشرفیاں) اسکی زکوٰۃ صرف ایک سال دے دینا کافی ہے۔

جواب ۲۲۔ ہر ایک چاندی سونے کی زکوٰۃ ہر سال دینا فرض ہے۔ بڑھتا رہنا شرط نہیں ہے سنن ابی داؤد صفحہ ۲۲ ج ۱ میں عبد اللہ بن معاویہ غاضری سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثلاث من فعلهن فقد طعم طعم الايمان من عبد الله وحده وانه لا اله الا الله واعطى زكوة ماله طيبة بها نفسه رافدة عليه في كل عام ولم يعط الهرمة ولا الدرنة ولا المريضة ولا الشرط اللئيمة لكن من وسط اموالكم فان الله لم يسئلكم خيره ولم يامركم بشره

ترجمہ۔ تین باتیں ہیں جو شخص انکو کریگا بلا شبہ وہ ایمان کا مزہ چکھے گا۔ جو شخص اکیلے اللہ ہی کی عبادت کرے اور دل سے یقین رکھے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ خوشی سے ہر سال ادا کرے۔ اور نہ دے بوڑھیا اور خارشتی اور بیمار اور بری قسم کی لیکن متوسط مال دیوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم سے عمدہ مال نہیں چاہا اور نہ تم کو بُرے مال کے دینے کا حکم کیا ہے۔

سوال ۲۳۔ رکاز چاندی سونے کے ساتھ مخصوص ہے یا عام ہے۔

جواب ۲۳۔ امام شافعی رح کا قول ہے کہ چاندی سونے کے ساتھ مخصوص اور امام مالک رح سے بھی ایک روایت انہی کے موافق آئی ہے اور جمہور

مذہب یہ ہے کہ مخصوص نہیں ہے عام ہے۔ فتح الباری صفحہ ج ۲ میں عمدۃ الاحکام
سے منقول ہے۔ وخص الشافعی رحمہ الرکاز بالذھب والفضۃ وقال الجمہور
لا یختص واختارہ ابن المنذر الخ ترجمہ امام شافعی رحمہ نے رکاز کو سونے
چاندی کے ساتھ خصوص کیا ہے اور جمہور نے کہا کہ مخصوص نہیں ہے۔ اور
اسی کو ابن المنذر نے اختیار کیا ہے۔ اور زرقانی شرح موطا صفحہ ج ۲ میں ہے
لا فرق بین النقدین وغیرھما کنحاس وحدید وجواھر وبہ
قال احمد وغیرہ وعن مالک رح ایضا روایۃ باشتراط کونہ احد
النقدین ترجمہ رکاز میں خواہ سونا چاندی ہو یا غیر سونا چاندی جیسے تانبا
لوہا جواہرات ان میں کچھ فرق نہیں ہے یعنی سب رکاز ہیں۔ امام احمد وغیرہ کا
یہی قول ہے اور امام مالک رح سے ایک یہ روایت بھی آئی ہے کہ رکاز میں سونا
چاندی کا ہونا شرط ہے۔

سوال ۳۴ ۔ رکاز میں نصاب شرط ہے یا نہیں۔

جواب ۳۴ ۔ سونے چاندی کی رکاز میں نصاب[1] شرط ہے بدلیل حدیث لیس
فیما دون خمسۃ اواق من الورق صدقۃ۔ بدلیل حدیث لیس علیک
شیئ فی الذھب حتی یکون لک عشرون دینارا (جواب نمبر ۱۳ ملاحظہ ہو)

سوال ۳۵ ۔ رکاز میں سال گذرنا شرط ہے یا نہیں۔

جواب ۳۵ ۔ رکاز میں سال گذرنا شرط نہیں ہے۔ بلکہ جس وقت رکاز ہاتھ
لگے اسی وقت اس میں خمس فرض ہے۔ شرح عمدۃ الاحکام صفحہ ج ۲ میں ہے

---

[1] خالص چاندی جو پانچ اوقیہ سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔

یستدل بالحدیث علی انہ لا یجب الحول فی اخراج زکوٰۃ الرکاز[1]
ترجمہ اس حدیث سے مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے کہ رکاز کی زکوٰۃ نکالنے میں
سال گذرنا شرط نہیں ہے۔ اور فتح الباری صلا ج ۲ ۔ و نیل الاوطار صد ۳۵
ج ۴ میں ہے۔ واتفقوا علی انہ لا یشترط فیہ الحول بل یجب اخراج
الخمس فی الحال ترجمہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ رکاز میں سال
گذرنا شرط نہیں ہے بلکہ اس میں اسی وقت خمس نکالنا فرض ہے۔

سوال ۳۶ کیا تحصیلدار زکوٰۃ کو یہ جائز ہے کہ زکوٰۃ میں عمدہ اور نفیس مال
چن چن کر لے اور کیا زکوٰۃ دینے والے کو یہ جائز ہے کہ زکوٰۃ میں خراب اور
ردی مال چن چن کر دے۔

جواب ۳۶ نہ تحصیلدار زکوٰۃ کو یہ جائز ہے کہ زکوٰۃ میں عمدہ اور نفیس
مال چن چن کر لے اور نہ زکوٰۃ دینے والے کو یہ جائز ہے کہ زکوٰۃ خراب اور
ردی مال چن چن کر دے۔ بلکہ تحصیلدار زکوٰۃ پر فرض ہے کہ اوسط قسم کا
مال لے لیکن اگر زکوٰۃ دینے والا خود اپنی خوشی سے عمدہ اور نفیس مال
چن کر دے تو تحصیلدار کو اسکا لے لینا جائز ہے۔ معاذ رضؓ کی حدیث میں ہے
فایاک وکرائم اموالھم واتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینھا وبین
اللہ حجاب ترجمہ دیکھنا خبردار زکوٰۃ میں اچھا اچھا اور نفیس نفیس
مال چن کر نہ لینا۔ اور مظلوم کی آہ سے بچتے رہنا مظلوم کی آہ اور اللہ تعالیٰ
کے بیچ میں کوئی اوٹ نہیں ہے (جواب ۱۱ ملاحظہ ہو) سنن ابی داؤد

[1] قال الشافعی فی احد قولیہ مصرفہ مصرف الزکوٰۃ ۱۲

ص۲۲ ج ۱ میں سہل بن حنیف سے روایت ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الجعرور ولون الحبیق ان یوخذ فی الصدقۃ قال الزہری تمرین من تمر المدینۃ (منتقی) **ترجمہ**۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ زکوٰۃ میں جعرور اور لون الحبیق نہ لیا جائے زہری نے کہا یہ دونوں مدینہ طیبہ کی کھجوروں میں دو خراب اور ناکارہ قسم کی کھجوریں ہیں۔ اور سنن نسائی ص۳۴۶ میں ہے کہ ابوامامہ بن سہل رض نے آیہ کریمہ ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون (اور جس مال کی زکوٰۃ فرض ہے اس میں سے زکوٰۃ میں ناکارہ مال دینے کا ارادہ نہ کرو) کی تفسیر میں فرمایا ھو الجعرور ولون حبیق نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یوخذ فی الصدقۃ الرذالۃ (منتقی) **ترجمہ** وہ ناکارہ مال زکوٰۃ میں دینا منع ہے وہ جعرور اور لون حبیق (مثلاً) ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ناکارہ اور خراب مال زکوٰۃ میں لیا جائے۔ اور سنن ابوداؤد ص۲۲۴ ج ۱ میں ابی بن کعب رض سے روایت ہے انھوں نے کہا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحصیلدار مقرر فرما کر بھیجا تو ایک شخص پر گذرا جب اس نے اپنا کل مال میرے سامنے لا حاضر کر دیا تو میں نے دیکھا کہ اس پر صرف ایک بنت مخاض فرض ہے میں نے اس سے کہا مجھکو ایک بنت مخاض دیدے۔ تجھ پر یہی فرض ہے۔ اس نے کہا کہ بنت مخاض کس کام کی نہ دودھ دے نہ سواری کے قابل۔ یہ ایک نوجوان عظیم الجثہ فربہ اونٹنی موجود ہے اسکو لے لو۔

میں نے کہا میں ایسی چیز کبھی نہ لونگا جسکا مجکو حکم نہیں ہے۔ اگر تو چاہیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں چل کر آپ مجھ سے یہیں قریب ہی تشریف رکھتے ہیں اور آپ پر اُس اونٹنی کو پیش کر جو تو نے مجھ پر پیش کی ہے۔ اگر آپ اُسکو تجھ سے قبول فرمائینگے تو میں بھی قبول کرونگا اور آپ نامنظور فرمائینگے تو میں بھی نامنظور کردونگا۔ اُس نے کہا میں ضرور چلتا ہوں چنانچہ وہ اُس اونٹنی سمیت جسکو اُس نے مجھ پر پیش کیا تھا میرے ساتھ چلا۔ یہانتک کہ ہم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اُس نے آپ سے عرض کیا اے نبی اللہ آپ کا بھیجا ہوا تحصیلدار میرے پاس مجھ سے میرے مال کی زکوٰۃ لینے کو آیا اور خدا کی قسم اس سے پہلے کبھی میرے مال کو نہ رسول اللہ صلعم نے دیکھا تھا نہ اُن کے رسول نے تو میں نے اپنا کل مال اُسکے سامنے لا حاضر کر دیا۔ اُس نے کہا اس مال میں مجھ پر صرف ایک بنت مخاض فرض ہے حالانکہ بنت مخاض نہ دودھ دیتی ہے نہ سواری کے قابل ہوتی۔ اور میں نے ایک دوسری عظیم الجثہ نوجوان اونٹنی پیش کی کہ اُسکو وہ لے لے۔ اس پر اس نے اسکے لینے سے انکار کیا اور واپس کر دیا۔ اور وہ یہی اونٹنی ہے جو حاضر ہے۔ اب میں حضور میں لایا ہوں۔ اے رسول اللہ صلعم حضور اسکو لے لیں آپ نے ذاک الذی علیک مال تطوعت بخیر اجرک اللہ فیہ وقبلناہ منک ترجمہ۔ تجھ پر فرض تو یہی بنت مخاض ہے پھر اگر تو خوش دلی سے کوئی نیکی کرے۔ تو اللہ تجکو اسکا

اجر دیگا۔ اور ہم اسکو تجھ سے قبول کر لینگے۔ اُس نے عرض کیا یارسول اللہ وہ اونٹنی یہ حاضر ہے۔ میں اسکو حضور میں لایا ہوں حضور اسکو لے لیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ لے لی جائے اور اُس شخص کو اسکے مال میں برکت کی دعا دی کہ اللہ اسکے مال میں برکت دے۔

سوال ۳۷۔ مویشیوں کی زکوٰۃ میں بچہ یا بوڑھیا یا عیب دار مویشی لینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۳۷۔ جائز نہیں ہے مگر جب تحصیلدار اسکے لے لینے میں مصلحت دیکھے تو جائز ہے (دستور العمل منقولہ جواب ۱۳ ملاحظہ ہو)

سوال ۳۸۔ کیا زکوٰۃ دینے والے کو کوئی ایسا حیلہ اوٹھانا جس سے زکوٰۃ فرض ہی نہ ہو یا فرض ہو تو کم فرض ہو جائز ہے اسی طرح تحصیلدار کو کوئی حیلہ اوٹھانا جس سے خواہ مخواہ زکوٰۃ فرض ہو جائے یا زیادہ فرض ہو جائے جائز ہے؟

جواب ۳۸۔ ایسا حیلہ کرنا نہ زکوٰۃ دینے والے کو جائز ہے نہ تحصیلدار کو جائز ہے۔ لا یجمع بین متفرق ولا یفرق بین مجتمع خشیۃ الصدقۃ

ترجمہ زکوٰۃ کے ڈر سے نہ جدے جدے مال اکٹھے کیے جائیں اور نہ اکٹھے مال جدے جدے کیے جائیں۔ (دستور العمل منقولہ جواب ۱۳ ملاحظہ ہو)

سوال ۳۹ معدن یعنی کان میں نصاب شرط ہے یا نہیں۔

جواب ۳۹ سونے چاندی کے معدن میں نصاب شرط ہے۔ (جواب ۲۲ ملاحظہ ہو)

معدن

سوال نمبر ۳۳۔ جو سمندر سے موتی، مونگا، یاقوت، زمرد، الماس اور اسی قسم کی چیزیں حاصل ہوتی ہیں ان میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

جواب ۳۳۔ اس قسم کی چیزوں میں زکوٰۃ کے فرض ہونے کا کوئی ثبوت معلوم نہیں ہوتا۔

سوال ۳۴۔ زکوٰۃ پیشگی دینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۳۴۔ جائز ہے۔ سنن ابی داؤد ص۲۳۱ سنن ترمذی ص۱۱۸ و سنن ابن ماجہ ص۱۲۹ و سنن دارمی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان العباس سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی تعجیل صدقتہ قبل ان تحل فرخص له فی ذالک (مشکوٰۃ شریف ص۱۵۷) ترجمہ۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشگی زکوٰۃ دینے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے ان کو اسکی رخصت دے دی۔

سوال نمبر ۳۵۔ ساگ کا جیسے مولی، آلو، بینگن، سیم، کدو، خربوزہ، تربوزہ، ادرک، لیموں اور اسی قسم کی چیزوں میں اور آم، جامن، امرود، کٹھل، بڑہل، کیلا، نارنگی اور اسی قسم کے پھلوں میں زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں۔

جواب ۳۵۔ ان سب میں زکوٰۃ فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھو الذی انشأ جنت معروشت وغیر معروشت والنخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابھا وغیر متشابہ کلوا من ثمرہ اذا اثمر واتوا حقہ یوم حصادہ ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین (پارہ ۸ سورۃ انعام رکوع ۱۷) ترجمہ۔ اور وہی اللہ نے

باغ پیدا کیئے کوئی ٹٹیوں پر چڑھائے ہوئے اور کوئی بے چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت پیدا کئے اور کھیتی جسکے مختلف مزے اور زیتون اور انار پیدا کیئے کوئی ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور کوئی نہیں ملتے جلتے۔ جب یہ باغ اور کھیت بار آور ہوں تو انکے پھلوں اور دانوں میں سے کھاؤ۔ اور اُن کے توڑنے اور کاٹنے کے دن انکا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا کرو۔ اور بیجا (یعنی خلاف مرضی الٰہی) کچھ نہ خرچ کرو بلاشبہ اللہ بیجا خرچ کرنے والونکو نہیں چاہتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض (پارہ ۳ سورۃ البقر رکوع ۳۷) ترجمہ۔ اے ایمان والو جو کچھ تم کماؤ اس میں کے عمدہ مالوں میں سے بھی اور جو کچھ پیداوار ہم تمہارے لئے زمین سے پیدا کردیں اُس میں سے بھی خرچ کرو۔

سوال ۴۳۔ زکوٰۃ دہندگان اپنے اپنے مالونکی زکوٰۃ فقیروں مسکینوں کو آپ بانٹ دیں یا سردار یا نائب سردار کے حوالہ کردیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے عہد شریف میں اسکے بارے میں کیا دستور تھا

جواب ۴۳۔ زکوٰۃ دہندگان اپنے اپنے مالونکی زکوٰۃ سردار یا نائب سردار کے حوالہ کردیں آپ نہ بانٹیں آپ بانٹنے کے مجاز نہیں ہیں مال زکوٰۃ کا کل انتظام سردار سے متعلق ہے۔ زکوٰۃ دہندگان کو اسکے انتظام میں کچھ دخل نہیں ہے سردار کو پورا اختیار حاصل ہے کہ مصارف زکوٰۃ مندرجہ قرآن مجید میں جس طرح ضرورت اور مصلحت دیکھے صرف کرے۔

ہاں سردار اگر بانٹنے کی اجازت دیدے تو البتہ اس صورت میں بوجہ نائب سردار ہو جانے کے بانٹنے کی مجاز ہو جاویگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خلفائے راشدین رض کے عہد شریف میں اس بارے میں یہی دستور جاری تھا۔ معاذ رض کی حدیث میں ہے۔ ان اللہ قد فرض علیھم صدقۃ توخذ من اغنیاءھم فترد علی فقراءھم ترجمہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو انکی اغنیا سے وصول کی جائے اور ان کے فقرا کو دی جائے۔ فتح الباری کتاب ۳ ج ۲ میں ہے۔ استدل بہ علی ان الامام ھو الذی یتولی قبض الزکوٰۃ وصرفھا اما بنفسہ واما بنائبہ فمن امتنع منھا اخذت منہ قہرا ترجمہ اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے اور اسکے بانٹنے میں مالک صرف سرداری ہے خواہ وہ خود اس کام کو کرے یا اپنے نائبوں کے ذریعہ سے کرے تو جو شخص زکوٰۃ دینے سے پہلوتہی کرے اس سے زکوٰۃ بالجبر وصول کی جائے۔ اور شرح عمدۃ الاحکام مدارج ۲ میں ہے۔ قد یستدل بہ علی وجوب اعطاء الزکوٰۃ للامام لانہ وصف الزکوٰۃ بکونھا ماخوذۃ من الاغنیاء فکل ما اقتضی خلاف ھذہ الصفۃ فالحدیث ینفیہ۔ ترجمہ اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کیا جاتا ہے کہ زکوٰۃ سردار ہی کو دینا واجب ہے کیونکہ حدیث میں زکوٰۃ اس صفت کے ساتھ موصوف فرمائی گئی ہے کہ اغنیا سے وصول کی جائے اور فقیروں کو دیجائے

توجو صفت کہ اس صفت کے برخلاف ہوگی وہ صفت اس حدیث سے باطل ہوگی اور بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ علیہ و آلہ وسلم کو سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ من منعہا فانا اخذوہا و شطر مالہ عزمۃ من عزمات ربنا تبارک و تعالیٰ۔ رواہ احمد و ابوداؤد والنسائی (منتقی) **ترجمہ** جو شخص زکوۃ ردکے گا ہم اس سے زکوۃ بھی وصول کرینگے اور زکوۃ کے رد کرنے کے بدلے میں اسکا آدھا مال بھی لینگے۔ یہ لینا ہمارے پروردگار کے فرضوں میں سے ایک فرض ہے۔ اور نیل الاوطار صفحہ ج ۴ میں ہے۔ استدل بہ علی انہ یجوز للامام ان یاخذ الزکوۃ قہرا انا لم یرض رب المال و علی ان ولایۃ قبض الزکوۃ الی الامام والیٰ ذالک ذھب العترۃ ابو حنیفۃ اصحابہ و مالک الشافعی فی احد قولیہ **ترجمہ** اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت کیا گیا ہے کہ زکوۃ کے وصول کرنے کا اختیار سردار ہی کو ہے اور یہی مذہب عترت اور امام ابو حنیفہ رح اور انکے اصحاب اور امام مالک رح کا ہے۔ اور ایک قول میں امام شافعی رح کے یہی ہے اور صحیحین میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ

لہ اور یہ ظاہر ہے کہ زکوۃ سردار کو نہیں دی گئی بلکہ زکوۃ دہندہ نے خود اسکو اپنے طور پر بانٹ دیا تو زکوۃ کی وہ صفت جو حدیث میں بیان فرمائی گئی ہے کہ اغنیا سے لیکر انکے فقیروں کو دی جائے نہیں پائی گئی بلکہ ایسی صفت جو برخلاف ہے وہ پائی گئی۔ کیونکہ یہ صفت پائی گئی کہ اغنیا سے لیکر فقیر ونکو نہیں دی گئی پس یہ صفت حدیث سے باطل اور ناجائز ہوئی پس سردار کو زکوۃ دینا متعین اور واجب ہوا۔

علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابوبکر رضہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض قبیلوں نے ابوبکر رضہ کے پاس زکوٰۃ بھیجنا بند کر دیا باوجودیکہ اُن میں ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے اپنے مالونکی زکوٰۃ نکال کر اپنے طور پر بانٹا بھی تھا۔ زکوٰۃ نکالنا اور بانٹنا بند نہیں کیا تھا فقط مالک بن نویرہ وغیرہ کے منع کرنے سے ابوبکر رضہ کے پاس بھیجا نہیں تھا۔ جیسا کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم[1] میں بنی یربوع کا حال نقل فرمایا ہے۔ واس پر ابوبکر رضہ ان سے قتال کرنے پر آمادہ ہوگئے اور فرمایا۔ واللہ لو منعونی عناقا کانوا یودونہا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لقاتلتہم علی منعہا ترجمہ خدا کی قسم اگر یہ لوگ ایک بکری کا بچہ بھی جو صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچایا کرتے تھے مجھ سے روک لینگے تو بھی میں اُن سے ضرور اس پر[2] قتال کرونگا۔ (جواب کے ملاحظہ ہو)

[1] شرح صحیح مسلم کی عبارت یہ ہے وقد کان فی ضمن ھؤلاء المانعین للزکوٰۃ من کان یسمح بالزکوٰۃ ولا یمنعھا الا ان روساوھم صدوھم عن ذلک الرای وقبضوا علی ایدیھم فی ذلک کبنی یربوع فانھم کانوا قد جمعوا صدقاتھم وارادوا ان یبعثوا بھا الی ابی بکر الصدیق رضہ فمنعھم مالک بن نویرہ وفرقھا فیھم الخ

[2] اس سے ثابت ہوا کہ زکوٰۃ کا مال سردار کے حوالہ کرنا واجب ہے اور یہی متعین ہے اور ایسی حالت میں کہ وہ لوگ زکوٰۃ اپنے طور پر دیتے بھی تھے حضرت صدیق اکبر رضہ نے قتال کرنے پر آمادہ ہو جاتے اور یہ نہ فرماتے کہ ایک بکری کا بچہ بھی جو ان پر واجب ہے میرے پاس نہیں پہونچائیں تو میں ان سے ضرور قتال کرونگا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ زکوٰۃ کا مال سردار کے پاس پہونچا دینا ایک متعین امر ہے بلا حکم سردار لے اپنے طور پر بانٹ دینا جائز نہیں ہے۔

اور تلخیص الحبیر ص۱۷۹ میں ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والخلفاء بعدہ کانوا یبعثون السعاۃ لاخذ الزکوۃ ھذا مشہور۔

ترجمہ یہ ایک مشہور بات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نیز خلفائے راشدین رض زکوۃ تحصیلنے کے لیے تحصیلدار بھیجا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

عن ابی ہریرۃ رض بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمر علی الصدقۃ و فیھما عن ابی حمید استعمل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجلا عن الازد یقال لہ ابن اللتبیۃ وفیھما عن عمر انہ استعمل ابن السعدی وعند ابی داؤد ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث ابا مسعود ساعیا وفی مسند احمد انہ بعث ابا جھم بن حذیفۃ مصدقا و فیہ انہ بعث عقبۃ بن عامر ساعیا وفیہ من حدیث قرۃ بن عمر و بعث الضحاک بن قیس ساعیا وفی المستدرک انہ بعث قیس بن سعد ساعیا وفیہ من حدیث عبادۃ بن الصامت انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثہ علی اہل الصدقات وبعث الولید بن عقبۃ الی بنی المصطلق ساعیا وروی البیھقی عن الشافعی ان ابا بکر و عمر کانا یبعثان علی الصدقۃ واخرجہ الشافعی عن ابراہیم بن سعد عن الزھری بھذا وزاد ولا یوخرون اخذھا فی کل عام وقال فی القدیم وروی عن عمر انہ اخرھا عام الرمادۃ ثم بعث مصدقا فاخذ عقالین وفی الطبقات لابن سعد ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث المصدقین الی العرب فی ھلال المحرم

سنہ تسع لخ **ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضہ زکوٰۃ تحصیلنے کیلئے تحصیلدار بھیجا کرتے تھے اور یہ ایک مشہور بات ہے چنانچہ صحیحین میں ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضہ کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لیئے بھیجا۔ اور بھی صحیحین میں ابوحمید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن اللبیتہ رضہ کو بھی تحصیلدار بناکر بھیجا اور بھی صحیحین میں عمر رضہ سے روایت ہی کہ ابن العدی رضہ کو تحصیلدار بناکر بھیجا اور سنن ابی داؤد میں ہی کہ نبی صلعم نے ابومسعود رضہ کو بھی تحصیلدار بناکر بھیجا اور مسند امام احمد میں ہی کہ ابوجہم رضہ کو بھی تحصیلدار بناکر بھیجا اور مسند امام احمد میں ہے کہ عقبہ بن عامر رضہ کو بھی تحصیلدار بناکر بھیجا۔ اور بھی مسند امام احمد میں ہے کہ ضحاک بن قیس رضہ کو بھی تحصیلدار بناکر بھیجا اور مستدرک میں ہے کہ قیس بن سعد رضہ کو بھی تحصیلدار بناکر بھیجا۔ اور مستدرک میں ہے کہ عبادہ بن صامت رضہ اور ولید بن عقبہ رضہ کو بھی تحصیلدار بناکر بھیجا۔ اور بیہقی رح نے امام شافعی سے روایت کی ہے کہ ابوبکر و عمر رضہ بھی لوگوں کو تحصیلدار بناکر بھیجا کرتے تھے۔ اور امام شافعی رح نے جو زہری سے روایت کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ابوبکر و عمر رضہ و دیگر خلفائے راشدین رضہ ہر سال زکوٰۃ وصول کیا کرتے تھے اور اس میں تاخیر نہیں کرتے تھے۔ اور امام شافعی رح نے یہ بھی کہا ہے کہ عمر رضہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رمادہ کی سال زکوٰۃ کے وصول کرنے میں تاخیر کی تھی پھر اسکے بعد تحصیلدار بھیجکر دہری زکوٰۃ وصول کی۔ اور طبقات ابن سعد میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحصیلداران زکوٰۃ کو عرب کے پاس محرم سنہ ۹

میں بھیجتے تھے اور مشکوٰۃ شریف میں جریر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذا اتاکم المصدق فلیصدر
عنکم وھو عنکم راض۔ رواہ مسلم۔ ترجمہ جب تحصیلدار تمہارے پاس
آجائے تو ایسا کرنا کہ وہ تم سے راضی ہو کر جائے اور عبد اللہ بن ابی اوفیٰ سے
روایت ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اتاہ قوم
بصدقتھم قال اللھم صل علی آل ابی اوفیٰ۔ الحدیث متفق علیہ
ترجمہ۔ جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لیکر آتی
تو اس کو یوں دعا دیتے کہ اے اللہ تو اس قوم پر اپنی رحمت بھیج اور جابر بن
عتیک رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
سیاتیکم رکیب مبغضون فاذا جاءکم فرحبوا بھم وخلوا بینھم
وبین ما یبتغون فان عدلوا فلانفسھم وان ظلموا فعلیھم وارضوھم
فان تمام زکوٰتکم رضاھم ولیدعوا لکم رواہ ابوداؤد ترجمہ
قریب ہے کہ تمہارے پاس زکوٰۃ لینے کو ایسے لوگ آئیں کہ جن کو تم چاہتے نہ ہو تو
جب وہ تمہارے پاس آویں تو ان کو مرحبا کہو اور جو کچھ وہ لینا چاہیں تو ان کو
لینے دیجیو۔ پھر اگر انصاف کریں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوگا اور اگر ظلم کریں
تو اس کا وبال ان پر پڑے گا۔ تم ان کو راضی رکھو کیونکہ تمہاری زکوٰۃ تب
تمام پوری ہوگی کہ وہ تم سے راضی رہیں۔ اور تم کو دعا دیں۔ اور جریر بن
عبد اللہ رض سے روایت ہے کہ کچھ اعراب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے حضور میں آئے اور عرض کیا کہ اے تحصیلدار زکوٰۃ ہم پر ظلم کرتے ہیں

آتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتے ہیں تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ارضوا مصدقیکم
ترجمہ تحصیلداروں کو راضی رکھو۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم
اگرچہ وہ ہم پر ظلم کریں فرمایا۔ ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم۔ رواہ ابوداؤد
ترجمہ تحصیلداروں کو راضی رکھو اگرچہ تم پر ظلم کریں۔ اور بشیر بن خصاصیہ رض
سے روایت ہے کہ قلنا ان اہل الصدقۃ یعتدون علینا افنکتم
من اموالنا بقدر ما یعتدون قال لا۔ رواہ ابوداؤد **ترجمہ** ہم
لوگوں نے عرض کیا کہ تحصیلدار ہم سے زیادہ لے لیا کرتے ہیں تو کیا ہم اس قدر
مال اُن سے چھپا لیا کریں فرمایا نہیں۔ اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے
روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لاجلب لاجنب
ولا توخذ صدقاتہم الافی دورھم۔ ابوداؤد و مشکوٰۃ۔ **ترجمہ**
نہ جلب ہے نہ جنب نہ لی جائے زکوٰۃ والوں کی زکوٰۃ مگر انکی گھروں میں۔ اور
سیل الجرار میں ہے۔ الزکوٰۃ قد کان الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم فلا شک ولا شبہۃ وکان یبعث السعاۃ لقبضہا ویامر من
علیہم الزکوٰۃ بدفعہا الیہم وارضائہم واحتمال معرتہم وطاعتہم

---

(۱) جلب کہتے ہیں کوہ دینے والوں کے جانور کو کھینچکر تحصیلدار تک لانے کو اور جنب کہتے ہیں جانور
دور لے جانے کو تاکہ تحصیلدار کو وہاں جانا پڑے دونوں باتوں سے منع فرمایا۔ نہ تحصیلدار کو چاہیئے کہ
جانوروں سے دور اُترے اور زکوٰۃ والوں کے جانور وہاں کھنچوائے کہ ان کو تکلیف ہو۔ نہ جانور والوں کو
چاہیئے کہ اس جانور کو لیکر تحصیلدار سے دور چلے جائیں تاکہ تحصیلدار کو وہاں آنا پڑے بلکہ
جانور والے اپنے جانور کو اپنے گھر میں رہنے دیں اور تحصیلدار وہیں انکی زکوٰۃ لے ۱۲۔

ولم يسمع في ايام النبوة ان رجلا او اهل قرية صرفوا زكوتهم بغير اذن من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهذا امر لا يجحده من له معرفة بالسيرة النبوية والسنة المطهرة وقد انضم الى ذلك التوعد على الترك والمعاقبة باخذ شطر المال وعدم الاذن لارباب الاموال بان يكتموا بعض اموالهم من الذين يقبضون الصدقة منهم بعد ان ذكروا له انهم يعتدون عليهم ولو كان اليهم صرف اموالهم لاذن لهم في ذلك **ترجمہ** بلا شک اور بلا شبہہ زکوٰۃ کا کل انتظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تھا اور آپ تحصیلداروں کو زکوٰۃ تحصیلنے کے لئے بھیجتے تھے۔ اور جن لوگوں پر زکوٰۃ فرض تھی انکو حکم دیتے تھے کہ زکوٰۃ ان تحصیلداروں کے حوالہ کریں اور انکو راضی رکھیں گو ان کے ظلم اور زیادتی کو سہیں اور انکی اطاعت کریں اور کبھی یہ نہیں سنا گیا کہ زمانۂ نبوت میں کسی ایک آدمی نے بھی یا کسی ایک گاؤں کے لوگوں نے اپنی زکوٰۃ بلا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خود بانٹ دی ہو اور یہ ایسی بات ہے کہ جس شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور انکی سنت سے واقفیت ہوگی اسکا انکار نہ کرے گا اور اس پر ایک اضافہ یہ ہے کہ آپ نے اس بات کی دھمکی بھی دی ہے کہ جو شخص زکوٰۃ روکے گا ہم اس سے زکوٰۃ لینگے۔ اور نہ زکوٰۃ دینے کے جرمانے میں اسکا آدھا مال بھی لینگے۔ اور اس اضافہ پر اضافہ یہ ہے کہ لوگوں نے آپ سے تحصیلداروں کی شکایت کی تھی کہ وہ ہم پر ظلم کیا کرتے ہیں پس ہم ان سے اپنا مال چھپا لیا کریں۔ انکو بھی آپ نے مال چھپا رکھنے کی اجازت نہ

نہیں دی اور اگر زکوٰۃ کا مال بانٹ دینا ان لوگوں کے متعلق ہوتا تو ضرور آپ انکو فیصلہ اور اس بات پر آمادہ کر لیتے ہاں بھی ان کی اجازت دیتے اور فرما دیتے کہ تم خود بانٹ دیا کرو۔ اور سیل الجرار میں ہے۔ وایضا جعل اللہ سبحانہ للعاملین علی الزکوٰۃ جزءا منہا فی الکتاب العزیز فالقول بان ولایتہا الی ربہا یسقط مصرفا من مصارفہا فرضہ اللہ سبحانہ فی کتابہ العزیز **ترجمہ** اور بھی اللہ سبحانہ نے قرآن مجید میں زکوٰۃ کے تحصیلداروں کو بھی زکوٰۃ کا ایک مصرف قرار دیا ہے تو اب یہ کہنا کہ زکوٰۃ بانٹنا زکوٰۃ دینے والے کے اختیار میں ہے زکوٰۃ کے ایک مصرف کو اڑا دینا ہے جس کو حضرت اللہ سبحانہ نے قرآن مجید میں فرما دیا ہے اور بھی سیل الجرار میں ہے۔ وایضا روی الشیخان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمر علی الصدقۃ الی قولہ وہذا الحدیث اوضح الدلیل علی ان ولایۃ صرف الزکوٰۃ لیست الی اربابہا بل علیہم ان یدفعوہا الی الامام او الی نائبہ ولو کانت الولایۃ الیہم لجاز لہم صرفہا الی مصارفہا بانفسہم ولم یتوقف قبولہا علی دفعہا الی الامام او نائبہ ولم یجز للامام العتاب علی من امتنع من دفعہا الیہ لاحتمال انہ قسمہا بنفسہ فی مصارفہا **ترجمہ** اور امام بخاری اور امام مسلم رح نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر رض کو زکوٰۃ تحصیلنے پر مقرر فرمایا (الی قولہ) اور یہ حدیث روشن ترین دلیل ہے اس بات پر کہ زکوٰۃ کے بانٹنے کا اختیار زکوٰۃ دینے والوں کو نہیں ہے بلکہ ان پر فرض ہے کہ زکوٰۃ کا مال سردار یا نائب سردار کے

حوالہ کریں اور اگر اسکا اختیار زکوٰۃ دینے والے کو ہوتا تو انکو خود مصارف زکوٰۃ میں اسکا بانٹنا دینا جائز ہوتا اور اسکی مقبولیت سردار یا نائب سردار کے حوالہ کرنے پر موقوف نہ تھی اور سردار کو عتاب امر مخفی نہ تھا جائز نہ ہوتا جو زکوٰۃ کا مال سردار یا نائب سردار کے پاس نہ پہونچائے کیونکہ جائز ہے کہ اس نے خود اس مال کو زکوٰۃ کے مصارف میں بانٹ دیا ہو اور یہی سبیل الابرار میں ہے۔ والحاصل انہ لیس فی المقام ما یدل علی ان امر الزکوٰۃ الی اربابہا فی زمن النبوۃ دمار (الی قولہ) واذا تقرر ہذا فقد ثبت ان ما کان امرہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دفعہ والی الائمۃ من بعدہ ومن ذلک ما فی الصحیحین وغیرہما من حدیث ابی مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہا ستکون بعدی اثرۃ وامور تنکرونہا قالوا یا رسول اللہ فما تامرنا قال تؤدون الحق الذی علیکم وتسئلون اللہ الذی لکم واخرج مسلم وغیرہ من حدیث وائل بن حجر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجل یسألہ ارایت امراء یمنعونا حقنا ویسئلونا حقہم فقال اسمعوا واطیعوا فانما علیہم ما حملوا وعلیکم ما حملتم وفی الباب احادیث واذا عرفت ہذا علمت ان الدفع الی الامام واجب لجمیع انواع الصدقات الا ان یاذن لرب المال بالصرف جاز لہ ذلک (مشکوٰۃ۔ کتاب الامارۃ فصل ۱) **ترجمہ** اور حاصل کلام یہ ہے کہ اس میں کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جس سے ثابت ہو کہ کبھی زمانہ نبوت میں مال کا زکوٰۃ بانٹنا زکوٰۃ دینے والوں کے متعلق بھی تھا (الی قولہ) اور جب یہ

ثابت ہوا تو یہ بھی ثابت ہوا کہ جب یہ انتظام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہاتھ میں تھا تو آپ کے بعد اسکا انتظام آپ کے قائم مقام سرداروں کے ہاتھ
میں رہا۔ ان کی دلیلوں میں سے ایک دلیل صحیحین وغیرہ کی حدیث ہے جو ابن مسعود
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد اثرہ ہوگا
اور ایسے امور ہونگے جن کو تم برا جانو گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ
پھر ایسی حالت میں کیا حکم فرماتے ہیں فرمایا تم پر جو حق فرض ہے اس کو ادا کر دینا۔
اور جو تمہارا حق ہے اسکو اللہ سے مانگنا۔ اور امام مسلم وغیرہ نے روایت
کی ہے کہ وائل بن حجر نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا کہ یہ فرمایئے کہ ایسے سردار لوگ ہوں جو ہمارا حق ہم کو نہ دیں اور
اپنا حق ہم سے مانگیں تو ایسی حالت میں ہم کیا کریں تو میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا
تم سرداروں کی بات سنو اور اسکا کہا مانو اس لیے کہ جو حق ان پر فرض کیا گیا
اس کی بازپرس ان سے ہوگی۔ اور جو حق تم پر فرض کیا گیا ہے اسکی بازپرس
تم سے ہوگی۔ اور اس باب میں اور بھی حدیثیں ہیں۔ اور جب یہ بات تم نے
معلوم کر لی تو یہ بھی تجھے معلوم ہوگی کہ ہر قسم کے زکوٰۃ کا مال سردار کے حوالہ کرنا
واجب ہے۔ ہاں اگر سردار زکوٰۃ دینے والے کو بانٹ دینے کی اجازت دیدے
تو ایسی حالت میں اسکو بانٹ دینا جائز ہو جاوے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم
پارہ ۱۱ سورہ توبہ رکوع ۱۳ ترجمہ۔ ان کے مالوں سے زکوٰۃ لے اس سے تو انکو
پاک و صاف کرے گا اور انکو بڑھائے گا (بہ تفسیر [illegible]) ۔ [illegible] الدین

بن کثیر رح اس آیت کی تفسیر ص۲۸۶ ج ۲ میں فرماتے ہیں اس آیت کا مضمون عام ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے اور جو بعض قبائل عرب تاویل فاسد اور فہم کاسد سے اس آیت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ساتھ خاص کہا تھا اور سرداروں کے پاس مال زکوٰۃ بھیجنے کو ناجائز ٹھہرایا تھا یہانتک کہ ابوبکر رض کے پاس مال زکوٰۃ نہیں بھیجا اسی وجہ سے ابوبکر رض اور باقی سارے صحابہ رض نے انکی اس تاویل فاسد اور فہم کاسد کو رد کر کے ان سے قتال کیا یہانتک کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پاس زکوٰۃ پہونچا کرتی تھی ابوبکر رض کے پاس بھی پہونچایا یہانتک کہ ابوبکر رض نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر یہ لوگ مجھ سے ایک بکری کا بچہ بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے پاس پہونچایا کرتے تھے روک رکھینگے تو میں ضرور ان سے اس پر قتال کرونگا۔ اور علامہ ابن الہمام رح فتح القدیر ص۴۸۱ ج ۱ میں فرماتے ہیں ان قولہ تعالیٰ خذ من اموالھم صدقۃ الایۃ یوجب حق اخذ الزکوٰۃ مطلقا للامام وعلی ھذا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والخلیفتان بعدہ فلما ولی عثمان رض فظھر تغیر الناس کرہ ان یفتش السعاۃ علی الناس مستور اموالھم ففوض الدفع الی الملاک نیابۃ عنہ ولم یختلف الصحابۃ رض علیہ فی ذلک وھذا لا یسقط طلب الامام اصلاً **ترجمہ** آیہ کریمہ خذ من اموالھم صدقۃ اس بات کو واجب کرتی ہے کہ زکوٰۃ کے وصول کرنے کا حق مطلقا امام ہی کو ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زکوٰۃ وصول فرمایا کرتے تھے اور آپ کے بعد

ابوبکرؓ و عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ جب عثمان رضؓ خلیفہ ہوئے اور لوگوں کی حالتوں میں تبدیلی ظاہر ہوئی تو اس بات کو اچھا نہیں سمجھا کہ تحصیلدار زکوٰۃ دینے والوں کے چھپے ہوئے مالوں کی تفتیش کریں لہذا عثمان رضؓ نے چھپے ہوئے مالوں میں زکوٰۃ دینے والوں کو اپنا نائب بنا کر انھیں کے حوالہ فرما دیا۔ اور صحابہ رضؓ نے ان سے اس بارے میں اختلاف نہیں کیا لیکن یہ جان لینا چاہیئے کہ اس سے سردار کا مطالبہ ساقط[لہ] نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما الصدقات للفقراء والمسٰکین والعٰملین علیہا الآیہ **ترجمہ** زکوٰۃ کا مال صرف فقیروں کے لئے ہے اور مسکینوں کیلئے اور اُن لوگوں کے لئے جو اس پر تعنات ہیں آخر آیت تک۔ حافظ ابن حجر رح فتح الباری صفحہ ج ۲ میں فرماتے ہیں کہ ابن بطال نے کہا۔ اتفق العلماء علی ان العاملین علیہا السعاۃ المتولون لقبض الصدقۃ **ترجمہ** سارے علماء اس پر متفق ہیں کہ آیہ کریمہ میں العاملین علیہا (یعنی وہ لوگ جو اس پر تعنات ہیں) سے یہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کے تحصیلنے والے ہیں جو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہیں۔ علامہ شوکانی رح سیل الجرار میں فرماتے ہیں۔ جعل اللہ سبحانہ للعامل علی الزکوٰۃ جزءاً منہا فی الکتاب العزیز فالقول بان ولا یتہا الی رب ہا یسقط مصرفاً من مصارفہا صرح بہ اللہ سبحانہ فی کتاب العزیز **ترجمہ** قرآن مجید میں اللہ سبحانہ نے زکوٰۃ کے تحصیلنے والوں کو

[لہ] یعنی سردار کو ہر وقت اختیار حاصل ہے زکوٰۃ دینے والوں سے خود زکوٰۃ طلب کرے اور ان کو نائب بنایا ہو تو ان کو نیابت سے معزول کر سکتا ہے۔

بھی زکوٰۃ کا ایک مصرف قرار دیا ہے تو اب یہ کہنا کہ زکوٰۃ کا بانٹنا زکوٰۃ دینے والوں کے اختیار میں ہے زکوٰۃ کے ایک مصرف ہی کو ساقط کر دینا ہے جس کو بالتصریح اللہ سبحانہ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور امام طحاوی رحمہ شرح معانی الآثار ص۳۱۲ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔ للامام ان یولی اصحاب الاموال صدقات اموالھم حتی یضعوھا مواضعھا وللامام ایضا ان یبعث علیھا مصدقین حتی یقبضوھا ویاخذوا الزکوٰۃ منھا ترجمہ سردار کو جائز ہے کہ زکوٰۃ دینے والوں کو اختیار دیدے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ خود زکوٰۃ کے مصارف میں صرف کریں اور سردار کو یہ بھی جائز ہے کہ زکوٰۃ تحصیلنے کیلئے تحصیلداروں کو بھیجے تاکہ عشر اور زکوٰۃ تحصیلیں۔ اور بھی شرح معانی الآثار ص۳۱۳ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔ وھذا کلہ قول ابی حنیفہ رح وابی یوسف رح ومحمد رح یعنی یہ سب تو امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف و محمد کا قول ہے۔ فائدہ جلیلہ۔

سوال ۲۷ ۔ اگر سردار یا نائب سردار زکوٰۃ وصول کر کے اور ادا لاکر یا ادا زکوٰۃ کے مصارف مقررہ میں صرف نہ کریں تو ایسی حالت میں زکوٰۃ دہندگان زکوٰۃ کا مال کیا کریں انھیں سردار یا نائب سردار کو دیں یا آپ بانٹ دیا کریں۔

جواب ۲۷ ۔ ایسی حالت میں بھی سردار یا نائب سردار ہی کے حوالہ کریں آپ نہ بانٹیں اس لئے کہ جواب ۲۲ میں ثابت ہو چکا ہے کہ زکوٰۃ دہندگان بلا اجازت سردار آپ بانٹنے کے مجاز نہیں ہیں اور صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا

انکم سترون بعدی اثرۃ وامورا تنکرونھا قالوا فما تامرنا یا رسول اللہ قال ادوا الیھم حقھم وسئلوا اللہ حقکم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۱۱)

ترجمہ تم لوگ میرے بعد اثرہ دیکھو گے اور ایسی ایسی باتیں دیکھو گے جن کو تم برا جانو گے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپ ہم کو کیا حکم فرماتے ہیں فرمایا سرداروں کا حق ادا کرو اور اپنا حق اللہ سے مانگو۔ اور صحیح مسلم میں وائل بن حجر رضؓ سے روایت ہے کہ سال سلمۃ بن یزید الجعفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فقال یا نبی اللہ ارایت ان قامت علینا امراء یسئلونا حقھم ویمنعونا حقنا فما تامرنا قال اسمعوا واطیعوا فانما علیھم ما حملوا وعلیکم ما حملتم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۱۲)

ترجمہ سلمہ بن یزید جعفی رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے نبی اللہ آپ یہ بتا دیجئے کہ اگر ہم پر ایسے سردار قائم ہوں جو اپنا حق ہم سے مانگیں اور ہمارا حق ہم کو نہ دیں تو ایسی حالت میں آپ ہم کو کیا حکم فرماتے ہیں۔ فرمایا تم انکی بات سنو اور انکا کہا مانو اسلیئے کہ جو امر اُن پر فرض ہے اُس کا بوجھ اُن کے سر پر اور جو امر تم پر فرض ہے اُسکا بوجھ تمھارے سر پر۔ تلخیص الحبیر صفحہ میں سہیل بن ابی صالح سے روایت ہے کہ انکے باپ ابو صالح نے کہا کہ میرے پاس خرچ جمع ہو گیا تھا جس میں مجھ پر زکوٰۃ فرض ہو گئی تھی۔ یعنی زکوٰۃ کے نصاب کو پہونچ گیا تھا۔ میں نے سعد بن وقاص رضؓ اور ابن عمر رضؓ اور ابوہریرہ رضؓ اور ابو سعید خدری رضؓ سے پوچھا کہ اُسکی زکوٰۃ میں آپ بانٹ دوں یا سردار کے حوالہ کروں سب نے بلا اختلاف کہا کہ ادفعھا الی السلطان

یعنی سردار کے حوالہ کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اُن لوگوں سے کہا یہ سردار جو کرتا ہے دیکھتے ہیں تو پھر بھی زکوٰۃ اُسی کو دوں۔ جب کہا ہاں۔ بیہقی نے یہ مضمون ان صحابہ کے علاوہ اور لوگوں سے بھی روایت کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے قزعہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا میں نے ابن عمر رض سے پوچھا کہ میرے پاس کچھ مال ہے اُس کی زکوٰۃ کس کو دوں کہا۔ ادفعها الی هؤلاء القوم یعنی الامراء یعنی انہیں سرداروں کے حوالہ کرو۔ میں نے کہا تب تو یہ لوگ اسکے کپڑے بنا لینگے اور خوشبو میں خرچ کر ڈالینگے۔ کہا۔ وان ... یعنی اگر ایسا ......

اور نافع سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ابن عمر رض نے کہا ادفعوا صدقۃ اموالکم الی من ولاہ اللہ امرکم فمن بر فلنفسہ ومن اثم فعلیہا۔

ترجمہ۔ اپنے مالونکی زکوٰۃ اُس شخص کے حوالہ کرو جس کو اللہ نے تمہارا سردار بنایا ہو اور ابن ابی شیبہ نے اس باب میں ابوبکر صدیق رض اور مغیرہ بن شعبہ رض اور عائشہ رض سے بھی روایت کی ہے۔

سوال ۵۴۔ نقل زکوٰۃ جائز ہے یا نہیں۔ یعنی سردار ایک گانوں یا ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے گانوں یا دیگر شہر کو بھیجے تو یہ جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۵۴۔ اگر سردار اسکی ضرورت اور مصلحت دیکھے تو بھیج سکتا ہے۔ اسکے ناجائز ہونے کا کسی آیت یا حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے اور بھی جواب ۳۲ و ۳۳ میں ثابت ہو چکا ہے کہ مال زکوٰۃ کا کل انتظام سردار کے تعلق رکھتا ہے۔ سردار کو پورا اختیار حاصل ہے کہ جہاں اور جس طرح مصلحت دیکھے کرے۔ اگر دوسری جگہ بھیجنے میں مصلحت دیکھے بھیجے اور نہ بھیجنے میں مصلحت دیکھے نہ بھیجے۔ اور

صحیح بخاری میں ہے۔ وقال طاؤس قال معاذ لاھل الیمن ایتونی بعرض خمیس او لبیس فی الصدقۃ مکان الشعیر والذرۃ اھون علیکم وخیر لاصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالمدینۃ **ترجمہ** طاؤس نے کہا کہ معاذ نے یمن والوں سے کہا مجھکو زکوٰۃ میں جو اور ذرہ کی جگہ کپڑے یا لبیس دیتے جاؤ کیونکہ یہ تم پر آسان بھی ہے اور مدینہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے بہتر ہے۔ اور صحیحین میں ابو حمید ساعدی رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن اللتبیۃ رضہ کو زکوٰۃ کا تحصیلدار مقرر فرما کر یمن کو بھیجا جب وہ وہاں سے زکوٰۃ کا مال لیکر مدینہ میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے ھذا لکم وھذا اھدی لی یعنی اسقدر تو سرکاری مال ہے اور اسقدر مجھکو ہدیہ میں ملا ہے اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور اس میں اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا جو جو کام اللہ نے میرے سپرد کئے ہیں ان میں سے کتنے کاموں پر میں تم میں سے کچھ لوگوں کو مقرر کیا کرتا ہوں پھر ان میں سے کوئی آکے کہنے لگتا ہے۔ ھذا لکم وھذا ھدیۃ اھدیت لی یعنی اسقدر تو سرکاری مال ہے اور اسقدر ہدیہ ہے جو مجھکو ملا ہے۔ بھلا یہ شخص اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھ رہا۔ پھر دیکھتا کہ اس کے پاس ہدیہ پہونچتا ہے یا نہیں۔ آخر حدیث تک (مشکوۃ شریف۔ کتاب الزکوٰۃ ص۱۴۸)

سوال ۶۶ ۔ اگر سردار زکوٰۃ کا مال کسی ایک ہی عرف میں منجملہ مصارف ثمانیہ قرآن مجید کے صرف کرنے تو یہ بھی جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ جائز ہے اسلیے کہ جواب ۴۳ و ۴۴ میں ثابت ہوچکا ہے کہ

مال زکوٰۃ کا کل انتظام سردار سے تعلق رکھتا ہے۔ اسکو پورا اختیار حاصل ہے کہ مال زکوٰۃ خود یا اپنے نائبوں کے ذریعہ سے وصول کر کے مصارف مذکورہ میں جس طرح اور جہاں ضرورت اور مصلحت دیکھے صرف کرے۔

سوال ۱۷۔ صدقہ فطر یعنی فطرہ فرض ہے یا نہیں اگر فرض ہے تو اسکے فرضیت کی کیا دلیل ہے۔

جواب ۔ فطرہ فرض ہے اور اس کے فرضیت کی دلیل یہ ہو کہ صحیحین میں عبد اللہ بن عمر رضی سے روایت ہے کہ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر صاعًا من تمر او صاعًا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین وامر بھا ان تودی قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ (مشکوٰۃ شریف صہ ۱۵۲)

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر یعنی فطرہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر ایک مسلمان غلام آزاد مرد عورت بالغ نابالغ سب پر فرض فرمایا اور حکم دیا کہ عید کی نماز کو جانے سے پہلے ہی ادا کر دیا جائے۔

سوال ۱۸۔ فطرہ نماز عید کے قبل ہی ادا کر دینا ضرور ہے یا نماز عید کے بعد بھی جائز ہے اور یوم عید کے قبل بھی ادا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ فطرہ نماز عید کے قبل ہی ادا کر دینا یعنی سردار یا نائب سردار کے پاس پہونچا دینا ضرور ہے۔ اور بعد کو ادا کرنے سے فطرہ ادا نہیں ہوتا۔ اور یوم عید کے قبل بھی فطرہ ادا کرنا جائز ہے۔ عبد اللہ بن عمر رضی کی متفق علیہ حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ فطرہ نماز

عید کو جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ جواب ۳۱ ملاحظہ ہو۔ اور منتقی میں ابن عباس رضہ سے روایت ہے۔ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم زکوٰۃ الفطر طھرۃ للصیام من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین فمن اداھا قبل الصلوٰۃ فھی زکوٰۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلوٰۃ فھی صدقۃ من الصدقات (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ) **ترجمہ** رسول اللہ صلعم نے زکوٰۃ الفطر اس لیے فرض فرمایا کہ روزے دار لغو اور بیہودہ بات سے پاک ہو جائے اور اسلیئے کہ مسکینوں کی پرورش ہو تو جس نے اسکو نماز عید کے قبل ادا کر دیا ـ تو یہ مقبول فطرہ ہوا۔ اور جس نے نماز عید کے بعد ادا کیا تو ایک معمولی صدقہ ہوا فطرہ نہیں ہوا۔ اور بخاری شریف میں نافع سے روایت ہے کہ کانوا یعطون قبل الفطرۃ بیوم او یومین **ترجمہ** لوگ فطرہ عید سے ایک یا دو دن پہلے ہی دے دیا کرتے تھے۔

سوال ۴۹۔ فطرہ کس قدر دینا فرض ہے۔

جواب ۴۹۔ جو یا کھجور یا پنیر یا مونیر سے ایک ایک صاع فرض ہے۔ اور گیہوں سے آدھا صاع اور اگر گیہوں سے بھی ایک ہی صاع دیں تو بہت احوط اور بہتر ہے۔ صحیحین یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم ص ۱۳۲ ج ا میں عبداللہ بن عمر رضہ سے روایت ہے کہ امر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم زکوٰۃ الفطر صاعًا من تمر او صاعًا من شعیر قال عبد اللہ فجعل[۱] الناس عدلہ مدین من حنطۃ **ترجمہ** نبی صلعم نے حکم دیا کہ فطرہ ایک صاع

---

[۱] فعدل الناس بہ نصف صاع من بر۔ البخاری

کھجور یا ایک صاع جو دیا جائے۔ عبداللہ بن عمر رضؓ نے کہا پھر لوگوں نے دو مد (آدھا صاع) گیہوں ایک صاع کھجور کے برابر قرار دیا۔ اور صحیحین میں ابوسعید خدری رضؓ نے بیان کیا۔ کنا نعطیھا فی زمان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صاعاً من طعام او صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر او صاعا من زبیب فلما جاء معاویہ وجاءت السمراء قال اری مدا من ھذا یعدل مدین (ھذا لفظ بخاری) وعند ابی داؤد فاخذ الناس بذالک ترجمہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فطرہ ایک صاع کھانا یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع مویز دیا کرتے تھے پھر جب معاویہ رضؓ آئے اور گیہوں آیا تو معاویہ رضؓ نے فرمایا میری رائے میں اس گیہوں کا دو مد (آدھا صاع) ایک صاع کے برابر ہوتا ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے انکے اس رائے کو قبول کرلیا اور بخاری شریف کی ایک روایت میں ابوسعید خدری سے یوں وارد ہوا ہے۔ کنا نخرج فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفطر صاعاً من طعام وکان طعامنا الشعیر والزبیب والاقط والتمر ترجمہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عید کے دن ایک صاع کھانا نکالتے تھے اور ہمارا کھانا یہی جو اور مویز اور پنیر اور کھجور تھا۔ سنن ترمذی میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث منادیا ینادی فی فجاج مکۃ الا ان صدقۃ الفطر واجبۃ علی کل مسلم ذکر او انثی حر او عبد

صغیر او کبیر مدان من قمح او صاع مما سواہ من الطعام
ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے سڑکوں میں منادی کرادی کہ آگاہ ہو جاؤ کہ فطرہ ہر مسلمان ہر مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام بالغ ہو یا نابالغ سب پر آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع اور کوئی کھانا واجب ہے اور فتح الباری صفحہ ج ۲ میں ہے۔ قال ابن المنذر لانعلم فی القمح خبرا ثابتا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعتمد علیہ ولم یکن البر بالمدینۃ فی ذلک الوقت الا الشیئ الیسیر منہ فلما کثر فی زمن الصحابۃ رأوا ان نصف صاع منہ یقوم مقام صاع من شعیر
ترجمہ۔ ابن المنذر نے کہا گیہوں کے بارے میں کوئی مرفوع حدیث جو اعتماد کے قابل ہو مجھے معلوم نہیں۔ گیہوں رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں بہت کم تھا جب صحابہ کے زمانہ میں بہت ہو گیا تو ان لوگونکی یہ رائے ہوئی کہ اس کا آدھا صاع جَو کے ایک صاع کے قائم مقام ہے۔ اور فتح الباری صفحہ ج ۲ میں ہے۔ اسند ابن المنذر عن عثمان و علی و ابو ہریرۃ و جابر و ابن عباس و ابن الزبیر و امہ اسماء بنت ابی بکر باسانید صحیحۃ انھم رأوا ان فی زکوٰۃ الفطر نصف صاع من قمح ترجمہ ابن المنذر نے حضرت عثمان و حضرت علی و ابو ہریرہ و جابر و ابن عباس و ابن زبیر و ابن زبیر کی ما اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ ان لوگونکا مذہب یہ ہے کہ فطرہ گیہوں آدھا صاع ہے

سوال نمبر ۵۰ کیا فطرہ بھی زکوٰۃ کی طرح سردار یا اسکے نائب ہی کے حوالہ کیا جائے یا فطرہ خود فطرہ دہندہ فقراء و مساکین کو بانٹ دے اس بارے میں قرون خیر میں کیا دستور تھا۔

جواب نمبر ۵۰ فطرہ بھی زکوٰۃ ہی ہے جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا میں تصریح ہے اور جب فطرہ بھی زکوٰۃ ہی ہے تو یہ بھی سردار یا اسکے نائب کے حوالہ کیا جائے اور بطور خود تقسیم نہ کیا جائے۔ فطرہ کے بارے میں بھی قرون خیر میں یہی دستور تھا۔ جواب ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ ملاحظہ ہو۔ اور موطا امام مالک رح صـ۱۲۴ میں ہے کان ابن عمر رض یبعث بزکوٰۃ الفطرۃ الی الذی یجمع عندہ قبل الفطر بیومین او ثلثۃ ترجمہ ابن عمر رض اپنا اپنا فطرہ عید سے دو یا تین دن قبل ہی اس شخص کے پاس بھیج دیا کرتے تھے جس کے یہاں جمع ہوا کرتا تھا۔ اور بخاری شریف میں ہے کان ابن عمر رض یعطیھا للذین یقبلونھا ترجمہ۔ ابن عمر رض اپنا فطرہ ان لوگوں کو دے دیا کرتے تھے جو اس کو لیتے تھے۔ اور فتح الباری صـ۶۵ ج ۲ و صـ۲۹ ج ۳ میں ہے۔ ای الذی ینصبہ الامام لقبضھا ترجمہ یعنی وہ لوگ جن کو سردار فطرہ وصول کرنے کے لیئے تعنات کرتا تھا۔ اور نیز فتح الباری صـ۶۵ ج ۲ و صـ۲۹ ج ۳ میں ہے۔ وقد وقع فی روایۃ ابن خزیمہ من طریق عبد الوارث عن ایوب قلت متی کان ابن عمر رض یعطی قال اذا قعد العامل قلت متی یقعد العامل قال قبل الفطر بیوم او یومین ترجمہ ابن خزیمہ کی روایت میں ہے

کہ ایوب نے کہا میں نے (نافع) سے پوچھا کہ ابن عمر اپنا فطرہ کب دیتے تھے کہا جب عامل بیٹھتا تھا۔ میں نے پوچھا عامل کب بیٹھتا تھا کہا عید سے ایک یا دو دن پہلے۔

سوال ۵۔ فطرہ میں چانول۔ چنا۔ مسور۔ مٹر۔ دیگر حبوب جو مذکورہ بالا کے سوا ہیں بھی دینا جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز ہے تو کس قدر دیا جائے

جواب ۵۔ دینا جائز ہے اور ایک صاع دیا جائے۔ سنن ترمذی صفحہ ۸۹ و سنن دارقطنی میں سالم بن نوح عن ابن جریج عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے کہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعث منادیا ینادی فی فجاج مکۃ الا ان زکوٰۃ الفطر واجبۃ علی کل مسلم ذکر وانثی وحر وعبد وصغیر وکبیر ومدان من قمح اوصاع مما سواہ من الطعام ھذا لفظ الدارقطنی ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ کے رستوں میں منادی کرا دی کہ فطرہ ہر مسلمان پر واجب ہے ہر مرد و عورت و آزاد و غلام و بالغ و نابالغ پر دو مد یعنی آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع اور کوئی غلہ گیہوں کے سوا۔

حدہ قال الترمذی ھذا حدیث غریب حسن وقال الامام الزیلعی فی نصب الرایۃ صفحہ ۲۲۲ ج ۱ اعلہ ابن الجوزی فی التحقیق لسالم بن نوح قال قال ابن معین لیس بشیء وتعقبہ صاحب التحقیق قال ھو صدوق روی لہ مسلم فی صحیحہ وقال ابو زرعۃ صدوق ثقۃ ووثقہ ابن حبان وقال النسائی لیس بالقوی وقال الدارقطنی

لہ عامل سے مراد وہ شخص ہے جسکو سردار نظر وصول کرنے کیلئے تعینات کرے ۱۲

ضمیمہ

انما الصدقات الآیۃ۔ الحکم الاول اتفقوا علی دخول الزکوٰۃ الواجبۃ فی قولہ انما الصدقات لقولہ فی موضع آخر خذ من اموالہم صدقۃ ولقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ۔ واختلفوا فی الصدقۃ المندوبۃ فمنہم من قال یدخل والفائدۃ ان تعلم ان مصارف جمیع الصدقات لیست الا ہؤلاء الاصناف والاقرب اختصاص الآیۃ بالواجبۃ لدخول لام التملیک فی الاصناف والصدقۃ المملوکۃ لہم لیست الا الزکوٰۃ تدل علی الحصر فی الاصناف الثمانیۃ والصدقۃ المندوبۃ یجوز صرفہا الی وجوہ اخر کالمساجد والمدارس وتجہیز الموتی ولان الصدقات ینصرف الی معہود سابق وہو الصدقات الواجبۃ فی قولہ ومنہم من یلمزک فی الصدقات۔ الحکم الثانی فی الآیۃ دلالۃ علی ان الزکوٰۃ انما یتولی اخذہا الامام او نائبہ لانہ تعالی جعل للعاملین سہما منہا والعامل ہو الذی نصبہ الامام لاخذ الزکوٰۃ ویتاکد ہذا النص بقولہ خذ من اموالہم صدقۃ۔ فالقول بان المالک یجوز لہ اخراج زکوٰۃ الاموال الباطنۃ بنفسہ انما عرف بدلیل آخر کقولہ وفی اموالہم حق معلوم

للسائل والمحروم - واذا كان حقا لهما وجب ان يجوز دفعه اليه ابتداءً واذا كان الامام جائرًا فالتفريق بنفسه افضل - الحكم الثالث مذهب ابی حنیفه انه يجوز صرف الصدقة الى بعض هؤلاء الاصناف و هو قول عمر و ابن حذيفة وابن عباس وسعيد بن جبير وعطا وابی العالیه والنخعی لانه تعالى جعل جملة الصدقات لهؤلاء الثمانیة فلا يلزم ان يكون كل جزء من اجزائها كصدقة زيد مثلا موزعا على كل واحد منهم ولان الرجل الذی لا يملك الا عشرين دينارا فاخرج نصف دينار - لو كلفناه ان يقسمه على اربعة وعشرين ليوقع كل ثلثة منها الى ثلثة من كل صنف صار كل قسم حقيرا صغيرا غير منتفع به فی علم معتبر - الى اخره

والله عليم اى بتقدير الانصباء والمصالح - حكيم لا يفعل الّا ما هو الاصوب الاصلح وكل هذه المؤكدات دليل على وجوب الاحتياط فی صرف الزكوٰة - فان صلعم يقول ما اوتيكم شيئا ولا امنعكم انما خازن اضع حيث امرت - غرائب القرآن معروف به نيشاپوری صفحہ ۲۵۵ ج ۲ -

الفقراء والمساكين هم الاصول فی الاصناف الثمانية على ان الذى وقع الابتداء بذكره يكون اشد حاجة وفسر عمر بن العباس باهل الصفة ووصية رسول اللّٰهؐ لمعاذ توخذ من اغنیائهم وترد على فقرائهم وعن جابر بن عبد الله انه قال الفقراء - فقراء

المهاجرين وعن الزهري الفقراء هم المتعففون الذين لا يخرجون ولا يسألون۔

اختلاف رای فی جواز نقل الصدقات اما لم ينقل احد بوجوب نقل الصدقات فالانسان اذا كان في بعض القرى ولا يكون هناك مكاتب ولا مجاهد غاز ولا عامل ولا احد من المؤلفة ولا يمر به احد من الغرباء واتفق انه لم يحضر في تلك القرية من كان مديونا تكيف تكليفه۔

عن عمر وابن حذيفة وابن عباس وغيرهم من الصحابة والتابعين رضوان الله اجمعين جواز صرفها الى صنف واحد وبه قال الائمة الثلاثة واختاره بعض اصحابنا ص ۲۹۵ بیضاوی جلد ا مصری

ف انما الصدقات للفقراء الآیہ منهم من يلمزك سے علیم حکیم تک زکوٰۃ کے احکام کا بیان ہے۔ جماعت میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو شریعت کو اپنے فہم وخواہشات کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ پھر اپنی خواہشات کو پوری ہوتے نہ دیکھکر امام وامیر پر سخت نکتہ چینیاں کرنے لگتے ہیں۔ چنانچہ جب اموال زکوٰۃ جناب رسول اللہ صلعم کے پاس جمع ہونے لگے تو منافقین نافہم زکوٰۃ کے مال کے طلبگار ہوئے اور حضرت کے نہ دینے پر الزام وبہتان دھرنے لگے۔ حضرت تو ہر کام میں شریعت کے وحی کے منتظر رہتے اپنے جی سے کچھ نہ کرتے چنانچہ ان منافقین کی حرکت پر اللہ نے ناراضی ظاہر فرمائی اور اسکے مصارف واستعمال کو جناب کی رائے پر موقوف نہ رکھا بلکہ خود زکوٰۃ کے آٹھ مصارف صاف صاف بتا کر

قسمت و مصرف کی نزاع ختم کر دی اور حضرت کو بری الذمہ کر دیا جس کی ابتدا سیاق
قرآن کے علاوہ سنن ابو داؤد کی ایک روایت سے بھی جو زیاد بن الحرث الصدائی سے
ہوتی ہے وہ کہتے ہیں میں جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آکر بیعت سے مشرف
ہوا تھا کہ ایک شخص نے جناب کی خدمت میں آکر سوال کیا کہ مجھے زکوٰۃ سے کچھ
دیجئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مصارف زکوٰۃ نہ نبی کے فیصلہ پر
چھوڑا اور نہ غیر نبی کے بلکہ اسکے متعلق خود حکم ناطق فرما کر آٹھ حصے کر دیئے۔ پس
اگر تو ان میں سے ہے تو میں تجھے دے سکتا ہوں۔

اس آیت میں چند احکام ہیں (۱) سیاق قرآنی اور نیز ارشاد نبوی آٹھ مذکورہ
مصارف سے باہر خرچ کرنے کے مانع ہیں۔ اسکے مصارف میں احتیاط و احترام لازم سمجھا
گیا ہے اور اس پر اہل علم کا اتفاق و اجماع ہے۔ البتہ صدقات مندوبہ بناء مساجد
مدارس، تجہیز موتیٰ، اور دیگر ضروریات مسلمین میں صرف کرنا جائز ہے نہ کہ زکوٰۃ واجبہ
(۲) ایک شہر یا قریہ کی زکوٰۃ دوسرے شہر یا قریہ میں صرف کرنی احادیث سے ثابت ہے
اور یہی اقتضائے عقل و ضرورت ہے (۳) اصحاب رسول اللہ (عمر۔ ابن حذیفہ۔
ابن عباس وغیرہ) تابعین اور کل ائمہ (سوائے امام شافعی کے) سلف و خلف
رضوان اللہ اجمعین نے ایک مصرف یا چند مصارف مذکورہ میں زکوٰۃ کا خرچ
کیا جانا جائز بتایا ہے اور اکثر شوافع بھی اس میں متفق ہیں یہاں پر محل مصارف
بتایا گیا ہے تاکہ غیر محل میں صرفہ سے اجتناب کیا جائے (۴) زکوٰۃ کا صرفہ فقراء و
مساکین غیر مسلمین کے درمیان نہیں ہونا چاہیئے بخلاف عام صدقات کے (۵)
سیاق قرآن۔ وصیۃ رسول اللہ توخذ من اغنیائہم و ترد الی فقرائہم سے

ابن عباس کی تفسیر فقراء ہم سے اہل الصفہ۔ جابر بن عبداللہ کی تفسیر فقراء مہاجرین
ابن زہری کی تفسیر الفقراء ھم المستعففون الذین لا یخرجون (و لا
یسألون) (یعنی اہل الصفۃ) ابن جبیرؒ کی تفسیر الفقراء ع الذین احصروا
(اہل الصفہ) سے مصارف ثمانیہ (آٹھ) مذکورہ میں فقراءؔ کی اولیت واہتمام روشن
اور واضح ہے۔ کیونکہ یہ اصول ہیں (۲) اللہ تعالٰی نے عاملینؔ (عامل وہ ہے
جسکو امام نے زکوٰۃ کے وصولی پر مقرر کیا ہو) کا علیحدہ سہم قرار دیا ہے پس
یہ نص اس امر پر موکد ہے کہ تحصیل و تقسیم زکوٰۃ دونوں امام اور والی پر موقوف
ہے اور اسکی تائید دوسری آیات خذ من اموالھم اور وفی اموالھم
حق للسائل والمحروم سے بھی ہوتی ہے کیونکہ جب حق سائل اور محروم
(غیر سائل) دونوں کیلئے ہے تو امام کے سپرد کرنا واجب ہوگیا۔ اس پر اتفاق
ہے سلف و خلف اہل علم کا۔ اور یہی دستور تھا زمانہ میں حضرت اور خلفاً
اور ائمہ کے (ابن کثیر۔ مفاتیح الغیب)

خذ من اموالھم الآیہ اللہ تعالٰی نے جناب رسول اللہ صلعم کو
زکوٰۃ کے وصولی کا حکم فرمایا کہ اس ذریعہ انکی تزکیہ اور انکے مال کی طہارت
ہو جائے اور یہ حکم عام ہے۔ بعض نے اموالھم کی ضمیر الذین اعترفوا

لہ مصارف صدقۃ الفطر مصارف الزکوٰۃ لکونہ صلعم قد سماھا زکوٰۃ ولکنہ ینبغی تقدیم الفقراء
آخر باغنیائہم فی ذلک الیوم فما زاد صرف مصارف الاصناف بہر کیف ذکر کرنا فقرا کا اور ذکر کرنا
دیگر مصارف کا دلالت کرتا ہے اسکی اولیت پر۔ ہ پس مصارف ثمانیہ کی تعمیل کیلئے خطاب
جناب رسول اللہ صلعم سے ہے اور جناب کے بعد خلفا اور ائمہ جناب کے وارث ہوئے۔

بن نو بھم الآیہ کی طرف پھیر لے ساسی بنا پر عرب کے بعض قبائل مانعین زکوٰۃ نے یہ اعتقاد ظاہر کیا کہ دفع زکوٰۃ امام کی طرف نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ حکم جناب رسول اللہ صلعم کی ذات مبارک کے ساتھ مخصوص تھا۔ اور اسی آیت خذ من اموالھم کو حجت قرار دیا پس ابوبکر الصدیق اور کل صحابہ رضوان اللہ علیہم نے اس تاویل اور فہم فاسد کی تردید کی اور ان سے قتال کیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے خلیفۂ (اول) کو زکوٰۃ ادا کر دیا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلعم کے زمانۂ حیات میں ادا کرتے تھے۔ ابوبکر الصدیق رضہ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ ایک گردن (دوسری روایت میں ایک ذوری) بھی جو رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ادا کرتے تھے روک رکھیں گے تو قسم اللہ کی میں ان سے ضرور قتال کرونگا۔ ابن کثیر صلا ج ۵۔

اس آیت میں بھی چند احکام ہیں (۱) اس میں جناب رسول اللہ صلعم سے خطاب ہے یعنی اے محمد صلعم ان کے مال سے زکوٰۃ وصول کیجئے۔ پس نبی صلعم اپنے تمام حیات ان سے زکوٰۃ وصول کرتے رہے۔ پھر جناب کے بعد ائمہ زکوٰۃ وصول کرتے رہے پس امام اور نائب امام کیلئے اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کر کے فقراء کو دینی ہے۔ (۲) مِنْ اَمْوَالِهِمْ میں مِنْ واسطے تبعیض کے ہے لیکن صدقہ کی تخصیص اور مقدار کی تعیین نص قرآنی سے غیر معلوم ہے پس سوائے اس صدقہ کے جس کی مقدار اور صفت رسول اللہ صلعم نے بتائی ہے یعنی زکوٰۃ دوسرا مفہوم نہیں ہو سکتا۔ (خازن) اور یہی دستور رسول اللہ خلفاء اور ائمہ سلف کا تھا۔

سوال: اگر کوئی شخص از خود مصارف زکوٰۃ میں صرف کر دے تو ایسی بابت شرعی حکم کیا ہوگا۔

جواب: والی کو حق ہے کہ ایسی شخص سے (دوبارہ) زکوٰۃ کا مطالبہ کرے جیسا کہ بنی یربوع کے قصہ سے ثابت ہے کہ ان لوگوں نے اپنی زکوٰۃ جمع کر کے ابوبکر رض کے پاس بھیجنا چاہا مالک بن نویرہ نے روک کر انہی لوگوں میں اس جمع شدہ زکوٰۃ کو تقسیم کر دیا اسی ادائگی کے باعث عمر رض کو خلافت اور اشتباہ ہوا تھا۔ اور پھر ابوبکر رض کی رائے سے اتفاق کیا۔ نوادری صفحہ ۳۵ ج ۴۔

ومن كان يسمع بالزكوة ولا يمنعها الا ان رؤساهم صدوهم عن ذلك اى وقبضوا على ايديهم فى ذلك كبنى يربوع فانهم كانوا قد جمعوا صدقاتهم وارادوا ان يبعثوا بها الى ابى بكر الصديق رض فمنعهم مالك بن نويرة من ذلك وفرقها فيهم وفى امر هؤلاء عرض الخلاف ووقعت الشبهة لعمر رض الخ۔ نوادی ص ۳۵

تمت

ملنے کا پتہ:-

(۱) جناب حکیم مولانا عبد الخبیر صاحب۔ صادقپور، ڈاکخانہ گلزار باغ۔ پٹنہ

(۲) مدرسہ اصلاح المسلمین۔ پتھر کی مسجد۔ ڈاکخانہ مہندرو۔ پٹنہ

(۳) الیس نعمت اللہ سوداگر۔ مرادپورہ۔ بانکی پور۔ پٹنہ

(۴) حافظ محمود صاحب موضع امہاشیخ ٹولی۔ ڈاکخانہ امواء۔ مظفرپور